

شکر ہے

حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔
جو شخص کسی کو ابتلا میں دیکھ کر یہ دعا کرے تو وہ اس مصیبت سے محفوظ
رکھا جائے گا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس مشکل سے محفوظ
رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی پیدا کردہ اکثر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذاری مبتلی حدیث نمبر
3353)

روزنامہ (ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفصل

web: <http://www.alfazl.org>
email: editor@alfazl.org

نا مقام ایڈیٹر: فخر الحق شمس

منگل 20 جولائی 2010ء 7 شعبان 1431 ہجری 20 دقا 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 152

نظام جماعت یا عہدیدار

کے خلاف شکوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
العزیز فرماتے ہیں:۔

”اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے
جس سے نظام جماعت کی تحریف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار
کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر
آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے
لئے اس سے رنجی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے
کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ
کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم
ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے، جو قریب کا
دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ
لوگ جو نظام جماعت پر تہمیر کرنے میں بے احتیاطی
کرتے ہیں، ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان
پہنچتا ہے۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔“

(خطبات مسرور جلد اول ص 149، 150)

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزی سلسلہ تغیل فیصلہ جات

شوری 2010ء)

اللہ تعالیٰ برکات

نازل فرمائے گا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

”میں ان عزیزوں اور بھائیوں سے بھی اپیل کرنا
چاہتا ہوں جن کا مختلف درگاہوں سے طالب علم یا استاد
کا تعلق ہے کہ اپنی چھٹیوں میں سے اگر آپ دو ہفتے
قرآن کریم پڑھانے کیلئے وقف کر دیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ
آپ پر اپنی برکات نازل فرمائے گا۔“

(الفصل 7 رگت 1966ء)

(مرسلہ: نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی)

روایات رفقاء سے ان کی سعید فطرت اور حضرت مسیح موعود کی شفقتوں، محبتوں، قوت قدسی اور مقام کا اظہار ہوتا ہے

حضرت مسیح موعود کے اخلاق کو جس نے بھی دیکھا وہی آپ کا گرویدہ ہو گیا

ریا کاری اور بدظنی خطرناک بد اخلاقیوں ہیں جو انسان کو منافق بناتی اور خدا تعالیٰ سے بھی نا امید کر دیتی ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 2010ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفاضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 جولائی 2010ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو
کہ متعدد زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے ساتھ پاک دل اور سعید فطرتوں کو جوڑ کر وہ جماعت قائم فرمائی جو نیکیوں میں بڑھتے اور اپنے اندر
پاک تبدیلیاں پیدا کرتے چلے گئے۔ حضور انور نے بعض رفقاء حضرت مسیح موعود کی روایات پیش کیں جو براہ راست حضرت مسیح موعود کی بیعت سے فیضیاب ہوئے،
صحبت میں رہے، آپ کو دیکھا اور آپ کے حسن و احسان سے فیض پایا۔ ان روایات میں جہاں ان حق کے متلاشیوں کی اپنی سعید فطرت کی جھلک نظر آتی ہے وہاں
حضرت مسیح موعود کی شفقتوں، محبتوں، قوت قدسی اور مقام کا بھی پتہ چلتا ہے اور آپ کے حسن اور اپنی جماعت کے بارے میں دلی تمنا کی تصویر کشی بھی ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے دوستوں میں اپنی قوت قدسی سے یہ اثر پیدا کر دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز یقین کرتے تھے
اور کسی سے ڈر کر جھوٹ جیسی نجاست کو اختیار نہیں کرتے تھے، حق بات کہنے سے رکتے نہیں تھے، اخلاق رذیلہ سے بچتے تھے اور اخلاق فاضلہ کے ایسے خوگر ہو گئے
تھے کہ وہ ہر وقت اپنے خدا پر ناز کرتے تھے کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ یہ یقین تھا کہ آپ کے دوستوں کے دشمن ذلیل و خوار ہو جاتے اور آپ کے دوست
ہر وقت خدا تعالیٰ کے شکر گزار رہتے تھے۔ اعمال صالحہ کا یہ حال تھا کہ ان کے دل محبت الہی سے ایلتے رہتے تھے، ہر کام خالص خدا تعالیٰ ہی کی خاطر کرتے تھے،
ریا جیسی ناپاکی سے متنفر رہتے تھے کیونکہ ریا کاری کو حضرت مسیح موعود خطرناک بد اخلاقی فرمایا کرتے تھے کہ اس میں انسان منافق بن جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی آنکھوں کے پردے کبھی اوپر اٹھے ہوئے نہیں دیکھے گئے، ہمیشہ آپ کی آنکھوں کے پردے آپ کی آنکھوں کو ڈھکے ہی رکھتے
تھے مگر جب کبھی آنحضرتؐ کا ذکر آپ کرتے تو آپ کی آنکھوں کے پردے بالکل اوپر اٹھ جاتے تھے ورنہ آپ کی آنکھوں کو پردے چھپائے ہی رکھتے تھے،
اتنی حیا دار تھیں آپ کی آنکھیں۔ رسول اللہ سے آپ کو اتنی محبت تھی کہ جب کبھی آپ آنحضرت ﷺ کا ذکر خیر فرماتے تو آپ فرماتے کہ اگر یہ پاک رسول دنیا
میں نہ آتا تو دنیا میں ہدایت ہی باقی نہ رہتی اور گمراہی ہی گمراہی ہوتی۔

حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو اخلاق رذیلہ سے بچنے کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ تعالیٰ کے مظہر بنو اور اخلاق فاضلہ اختیار
کردنا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے۔ فرماتے تھے کہ ہم نے تو اپنے خدا کو ماں سے زیادہ محبت کرنے والا دیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ
جس نے غور سے آپ کے اخلاق کو دیکھا وہی سرختم تسلیم ہو جاتا اور آپ کی محبت میں پور ہو جاتا تھا اور آپ کی جدائی کو پسند ہی نہ کرتا تھا اور دھونی رما کر آپ کے ہی
قدموں میں گر جاتا تھا اور گیند کی طرح ٹھوکریں کھا کر بھی آپ کی جدائی کو پسند نہ کرتا تھا۔ یہ تھے حضرت مسیح موعود کے اخلاق حسنہ۔

حضرت مسیح موعود بدظنی سے بچنے کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بدظنی کرنے والا کبھی بھی نور ایمان سے منور نہیں ہو سکتا کیونکہ بدظنی
خطرناک بد اخلاقی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ سے بھی نا امید کر دیتی ہے۔ پس ہماری جماعت کو چاہئے کہ بدظنی سے بہت بچے بدظنی کرنے والا خدا کی پاک جماعت میں شامل نہیں رہ
سکتا۔ یہی الہی سلسلے کی پہچان ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم ہی کو معرفت الہی کا ذریعہ یقین کریں اور اس کے بتائے ہوئے اعمال ہی اعمال صالحہ ہو سکتے ہیں
کیونکہ قرآن کریم نے انہی اعمال کا ذکر کیا ہے جو کہ انسان کو دنیا و آخرت کی بھلائی تک پہنچاتے ہیں۔ پس ہماری جماعت اس پاک کتاب کو اپنا دستور العمل بنا لے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان رفقاء حضرت مسیح موعود کے بھی درجات بلند فرمائے جو یہ واقعات اور حالات ہم تک پہنچا کر ہمارے ایمانوں کو مزید
بڑھانے کا باعث بنے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود کے احیاء دین کے کام کو آگے بڑھانے کیلئے ہر قربانی کیلئے ہر وقت تیار رہیں۔ اپنی حالتوں کو دین حق
کی حقیقی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں جس کی توقع حضرت مسیح موعود نے ہم سے کی ہے اور جو نمونے رفقاء نے ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آسماں تیری لحد پر شبِ نیم افشانی کرے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ہر دلعزیز شخصیت

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت

سیدنا حضرت مسیح موعود کے صاحبِ قلم نامور فرزندِ مقدس آسمانی وجودِ عظیم الشان خدائی نشانوں کے مظہر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب 23 ریس کورس روڈ لاہور میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف مورخہ 2 ستمبر 1963ء رحلت فرما گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 70 سال تھی۔ جنازہ لاہور سے رات کے سوا دس بجے روانہ ہو کر ساڑھے تین بجے رات ربوہ پہنچا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود کی اس مبشر اولاد میں سے ایک درخشندہ گوہر تھے جو اللہ تعالیٰ کی خاص بشارتوں کے ماتحت حضرت اماں جان کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ آپ خدائی بشارت کے مطابق 20 اپریل 1893ء کو پیدا ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی تصنیف تریاق القلوب میں اس بشارت کا ذکر فرمایا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب اپنی آخری بیماری میں ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت بغرض علاج 28 جون 1963ء کو ربوہ سے لاہور تشریف لے گئے۔ لیکن ہر ممکن علاج کے باوجود طبیعت گرتی چلی گئی اور افاقہ کی صورت پیدا نہ ہوئی بالآخر 2 ستمبر کی شام کو چھ بجے اڑتالیس منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوئے۔

لاہور سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا جنازہ 2 ستمبر 1963ء کو (جس روز آپ نے سات بجے شام کے قریب وفات پائی تھی) سوا دس بجے شب ایوبینس کار میں ربوہ کے لئے روانہ ہوا۔ خاندان حضرت مسیح موعود کے جملہ افراد جو حضرت میاں صاحب کی علالت کے پیش نظر پہلے ہی سے لاہور میں جمع تھے ایک درجن کے قریب موٹر کاروں میں جنازہ کے ہمراہ ربوہ آئے۔ جنازہ ساڑھے تین بجے شب کے قریب ربوہ پہنچا۔ جہاں اہل ربوہ جنازہ کے انتظار میں لاریوں کے اڈے اور حضرت میاں صاحب کی کوٹھی پر جمع تھے۔ جنازہ اڈے سے سیدھا حضرت میاں صاحب کی کوٹھی لے جایا گیا۔ خاکسار کو بھی اس غمزدہ قافلے کے ساتھ ربوہ آنے کی توفیق ملی۔ جس کا کچھ احوال خاکسار نے افضل میں لکھ کر بھجوا دیا تھا جو مورخہ 22 ستمبر 1963ء کو شائع ہوا۔ اس مضمون کے کچھ حصے خاکسار یہاں شامل کرنا چاہتا ہے۔

یکم ستمبر 1963ء اتوار کا دن تھا صبح کے نو بجے تھے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی کہ مکرم امیر صاحب لاہور کا پیغام آیا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی

طبیعت زیادہ خراب ہے۔ دارالذکر میں اجتماعی دعا ہوگی۔ لاہور کے احمدی دارالذکر کی طرف دیوانہ وار دوڑنے لگے۔ بچے، عورتیں اور بوڑھے سبھی پہنچ گئے۔ چیخوں اور سسکیوں کے ساتھ دعا شروع ہوئی۔ دعا ختم ہوئی صدقہ کے لئے رقوم اکٹھی کی گئیں اور احمدی احباب واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اسی دن شام 6 بجے حضرت میاں صاحب کی کوٹھی پر حاضر ہوا۔ مکرم سید حضرت اللہ شاہ صاحب مرحوم قائد ضلع لاہور نے فرمایا جاوید تمہاری آج یہاں ڈیوٹی ہے۔ حضرت میاں صاحب پر بخار کی شدت کی وجہ سے غنودگی طاری تھی۔ ڈاکٹروں کی ایک پوری ٹیم صلاح و مشورے میں مصروف تھی۔ اس دوران دومرتبہ حضرت میاں صاحب کو دیکھنے کا موقع ملا۔ غنودگی کی حالت میں بھی آپ اپنے آسمانی آقا کو یاد کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

”اللہ تیرا شکر ہے۔ اللہ تیرا شکر ہے۔“ دل درد سے بھر آیا اور بے اختیار پکار اٹھا یا الہی دیکھ تیرا بندہ موت و حیات کی کشمکش میں بھی تیرا شکر ادا کر رہا ہے۔ میں اس رات یعنی حضرت میاں صاحب کی جسمانی زندگی کی آخری رات ساڑھے گیارہ بجے تک ڈیوٹی پر رہا اور اس ارادہ کے ساتھ گھر چلا گیا کہ کل ساری رات یہاں رہوں گا۔ مگر نفوس وہ رات نہ آئی۔ وہ رات تو آئی مگر اس کا دامن ہمارے پیارے میاں صاحب کے وجود سے خالی تھا۔ اگلے دن شام سات بجے پھر حاضر ہوا۔ راستہ میں بھی زبان ورد کرتی رہی۔ یا الہی خیر یا الہی خیر گیٹ کے اندر داخل ہوا۔ سوگوار چہرے ماحول گھٹا ہوا۔ ہر ایک کی آنکھوں پر رومال تھا۔ مکرم قریشی محمود احمد صاحب کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور پوچھا حضرت میاں صاحب کی طبیعت کیسی ہے۔ قریشی صاحب رو پڑے۔ الفاظِ حلق میں اٹک گئے۔ انہوں نے کہا میاں صاحب وفات پا گئے ہیں۔ دنیا گھومتی ہوئی نظر آنے لگی۔ وفات کی خبر آنے کے بعد ہر علاقہ سے احمدی بچے عورتیں، بزرگ اور خدام دیوانہ وار کوٹھی کی طرف جا رہے تھے۔ سوگوار قافلے کے مسافروں سے سارا صحن بھر گیا۔ سڑک پر ٹریفک کو کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا۔

ہر طرف فون کر دیئے گئے۔ ایوبینس اور برف کا انتظام کیا گیا تاکہ ربوہ والوں کی یہ مقدس امانت ان تک واپس پہنچائی جاسکے۔ کثرت سے دوست آگئے۔ خاندان حضرت مسیح موعود کے افراد آنے والوں کو تسلی

دے رہے تھے۔ آوازیں گونج رہی تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب فرما رہے تھے۔ ہمارا زلی ابدی خدا ہے عیب ہے اس کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہم اس کی رضا پر راضی ہیں۔ احباب کے جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے وقت کی کمی کے باوجود سب کو حضرت میاں صاحب کے جسد اطہر کی زیارت کرا دی۔ میرے دل میں ایک خیال آیا۔ میں اپنے میاں صاحب کا آخری دیدار کرنے سب سے آخر میں گیا۔ اپنے ہونٹ میں نے اپنے پیارے میاں صاحب کی مقدس پیشانی پر رکھ دیئے۔

قافلے کی روانگی کا اعلان ہوا۔ سات کاریں، دو بسیں اور دو ایوبینس۔ ایک بس میں خاندان حضرت مسیح موعود کی مستورات تھیں۔ وہ پہلے چلی گئیں۔ قافلے کے باقی حصے ایک ایک کر کے کوٹھی سے نکل کر شاہدہ کے پاس کھڑے ہوتے رہے۔ ہماری بس بھی کوٹھی سے نکل کر لاہور کی قدرے سنسان سڑکوں پر دوڑتی ہوئی شاہدہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ میں اپنا سر کھڑکی سے باہر نکالے دین حق کی سر بلندی کی سوچوں میں گم تھا۔

قافلہ روانہ ہوا۔ چاند چودھویں کا تھا۔ ہر طرف چاندنی تو تھی مگر اداس۔ ایک مہیب خاموشی۔ سڑک سنسان۔ مکمل سناٹا تھا۔ ہم چونکہ آخری بس میں تھے اس لئے سوائے کاروں کی کچھلی سرخ سرخ روشنیوں کے اور کچھ بھی ہمارے سامنے نہ تھا۔ قافلہ چل رہا تھا بس سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ دل تڑپ رہے تھے اور آنکھیں رو رہی تھیں۔ حضرت میاں صاحب کی شفقت اور محبت یاد آ رہی تھی۔ میں خیالوں میں کہیں کا کہیں پہنچ گیا۔ 1961ء کا اجتماع تھا۔ میں ایک خادم کے ہمراہ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت میاں صاحب نے ازراہ شفقت ہمیں اندر بلا لیا باتیں کرتے رہے۔ خاندان کے حالات دریافت فرماتے رہے اور آخر میں نصیحت فرمائی۔

عزیزو۔ یہ جوانی کا زمانہ ہے اس وقت کی قدر کرو اور اخلاص اور نیک نیتی سے سلسلہ کی خدمت کرتے چلے جاؤ۔ خداتم کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ ان کے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونجنے لگے مجھے یاد آیا۔ ایک دن میں گھر میں بیٹھا تھا پوسٹ مین نے آواز دی۔ میرے نام ایک منی آرڈر تھا۔ حضرت میاں صاحب کا۔ میرے شفیق کا۔ میرے محسن کا۔ منی آرڈر وصول کر کے جو مسرت مجھے حاصل ہوئی اس کا بیان کرنا

میرے بس میں نہیں کہ مجھ ناچیز کے لئے حضرت میاں صاحب کے دل میں اتنی شفقت و الفت ہے۔ اللہ اللہ میرے میاں صاحب کے حسن سلوک اور شفقت کا جواب نہیں۔

تین بج گئے۔ رات کا آخری حصہ شروع ہو گیا قافلہ چیٹیوٹ سے ذرا آگے چناب کے پل پر پہنچا تھا کہ پہلی گاڑی جس پر حضرت میاں صاحب ابدی نیند سو رہے تھے خراب ہو گئی اس کو ٹھیک کرنے میں کچھ دیر لگ گئی۔ وقت پہلے ہی زیادہ ہو گیا تھا۔ لہذا اطلاع دینے کا حکم ایک گاڑی میں ربوہ روانہ ہو گیا۔

ربوہ کی حدود میں داخل ہوتے ہی محسوس ہو گیا کہ ربوہ آج رات سویا نہیں۔ بس کے اڈے پر کثرت سے احباب کھڑے تھے۔ دھڑکتے اور ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ ان کو بتا کر کہ قافلہ پہنچنے ہی والا ہے کار آگے روانہ ہوئی اور بشری کی حدود میں داخل ہوئی۔ ہزاروں کی تعداد میں احباب، بچے، جوان اور بزرگ صفیں باندھے آنسو بہاتی آنکھوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ زخمی دل اور گیلی آنکھیں مجھ سے پوچھ رہی تھیں تم لاہور سے آئے ہونا بتاؤ کیا یہ ناقابل یقین خبر واقعی درست ہے۔ کیا واقعی وہ شفیق ہستی ہم سے جدا ہو گئی ہے۔ میں نے بھاگ جانا چاہا۔ میں ان نظروں کو برداشت نہ کر سکا۔ میں نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ ہم خدام الاحمدیہ لاہور نے مقدس امانت غمگین قلوب اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ ربوہ والوں کے سپرد کی اور لرزتے ہوئے دلوں کے ساتھ بشری سے باہر نکل آئے۔

اے خدا ہم تیری رضا پر راضی ہیں۔ ہمیں سکون دے۔ ہمیں صبر عطا کر۔ ہماری ڈھارس بندھا ہمیں حضرت میاں صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ دور۔ بیت مبارک کے مینار سے ایک آواز گونجی اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ ایک بڑا ہی پرُعب اعلان تھا۔ بلا کی کشش تھی اس اعلان میں۔ دیکھو۔ رات کی تاریکی کو ہم اب دن کے اجالے میں تبدیل کرنے لگے ہیں۔ کیونکہ ہم ہر چیز پر قادر ہیں۔ ہم تمام بادشاہوں سے بڑے بادشاہ ہیں ہر طرف ہماری بادشاہت ہے اور یہ بادشاہت ازلی اور ابدی ہے اور کہ اب ہم ایک دربار لگانے لگے ہیں۔ آؤ ادھر آؤ۔ تم کو سکون بھی دیا جائے گا صبر بھی ملے گا۔ ہر چیز ملے گی۔ میرے قدم بیت مبارک کی طرف اٹھ گئے۔ میں نے اپنا سراپے مالک کے حضور رکھ دیا۔ یا الہی ہمیں معاف کر۔ ہم کمزور ہیں۔ ناتواں ہیں۔ ہم تیری توحید کے پرستار ہیں تو ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ ہماری عرض سن لے۔ ہمیں صبر عطا کر۔ ہمیں اپنی رضا پر راضی رہنے والا بنا۔ اپنی توحید کو دنیا پر قائم کر۔ میرا دل تسلی پکڑ گیا۔ میں بیت سے نکل کر اس نجوم میں گم ہو گیا جو حضرت میاں صاحب کے آخری دیدار کے لئے بشری کی طرف بڑھ رہا تھا۔

حضرت میاں صاحب کا وجود بہت مقدس و مطہر

خطبہ جمعہ

لاہور میں جمعہ کے دوران دہشتگردوں کے ظلم و سفاکی کا نشانہ بننے والے فدایان کا درد انگیز تذکرہ

یہ سب لوگ احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ

روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے

ان قربانی کرنے والوں کی قربانی کی لاج پیچھے رہنے والا ہر احمدی رکھے گا

جو لوگ قربان ہونے والوں کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں وہ ”سیدنا بلال فنڈ“ میں دے سکتے ہیں

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 11 جون 2010ء بمقام بیت الفتوح لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد، تَعُوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میں ان شہداء کا ذکر کروں گا جو لاہور میں جمعہ کے دوران دہشت گردوں کے ظلم اور سفاکی کا نشانہ بنے تھے۔ جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ موت کو سامنے دیکھ کر بھی وہاں موجود ہر احمدی نے کسی خوف کا اظہار نہیں کیا۔ نہ ہی دہشت گردوں کے آگے ہاتھ جوڑے، نہ زندگی کی بھیک مانگی، بلکہ دعاؤں میں مصروف رہے اور ایک دوسرے کو بچانے کی کوشش میں مصروف رہے۔ یہ کوشش تو رہی کہ اپنی جان دے کر دوسرے کو بچائیں لیکن یہ نہیں کہ ادھر ادھر panic ہو کر دوڑ جائیں۔ اور ان دعاؤں سے ہی گولیوں کی بوچھاڑ کرنے والوں کا مقابلہ کیا جو ظالمانہ طریقے پر گولیاں چلا رہے تھے۔ ان دعائیں کرنے والوں میں کچھ مومنین کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور یہ رتبہ پا کر ان کو خدا تعالیٰ نے دائمی زندگی عطا فرمادی اور یہ سب لوگ جو ہیں یہ احمدیت کی تاریخ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ بہر حال شہداء کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں۔

ان کے ذکر خیر سے پہلے ایک ضروری امر کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے بعض جماعتوں کی طرف سے بھی پوچھا جا رہا ہے کہ شہداء فنڈ میں لوگ کچھ دینا چاہتے ہیں تو یہ رقم کس مد میں دینی ہے؟ اسی طرح بعض دوست مشورے بھی بھیج رہے ہیں کہ شہداء کے لئے کوئی فنڈ قائم ہونا چاہئے۔ یہ ان کی لاعلمی ہے۔ شہداء کے لئے فنڈ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ رابعہ سے قائم ہے جو ”سیدنا بلال فنڈ“ کے نام سے ہے اور میں بھی اپنے اس دور میں ایک عید کے موقع پر اور خطبوں میں دو دفعہ بڑی واضح طور پر اس کی تحریک کر چکا ہوں۔ اس فنڈ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہداء کی فیملیوں کا خیال رکھا جاتا ہے، جن کو ضرورت ہو ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور اگر اس فنڈ میں کوئی گنجائش نہ بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ان کا حق ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کا خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہم ان کا خیال رکھتے رہیں گے۔ تو بہر حال ”سیدنا بلال فنڈ“ قائم ہے جو لوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں اس میں دے سکتے ہیں۔

میں شہید ہوئے تھے اور امیر ضلع لاہور تھے۔ ان کے والد صاحب مکرم شیخ تاج دین صاحب سٹیشن ماسٹر تھے اور ان کے والد نے 1927ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ جانندہ کے رہنے والے تھے۔ ملک سیف الرحمن صاحب مرحوم سے ان کی دوستی تھی اور یہ دونوں پہلے احمدیت کے بہت زیادہ مخالف تھے۔ یعنی شیخ صاحب کے والد اور حضرت مفتی ملک سیف الرحمن صاحب۔ حضرت مسیح موعود کی کتب دیکھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں جب حضرت مسیح موعود کے اشعار پڑھے تو پھر ان کو جتو پیدا ہوئی اور چند کتابیں پڑھنے کے بعد ان دونوں بزرگوں کے دل صاف ہو گئے۔ بہر حال مکرم شیخ منیر احمد صاحب، شیخ تاج دین صاحب کے بیٹے تھے۔ ان کی تعلیم ایل ایل بی تھی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ سول جج بنے۔ پھر مختلف جگہوں پر ان کی پوسٹنگ ہوتی رہی، اور پھر سیشن جج سے ترقی ہوئی اور پھر لاہور میں سپیشل جج اینٹی کرپشن پان کی تعیناتی ہوئی۔ پھر سپیشل جج کسٹم کے طور پر کام کیا۔ اور نایب (NAB) کے جج کے طور پر بھی کام کرتے رہے اور 2000ء میں یہ ریٹائر ہوئے۔

موصوف شیخ صاحب کے انصاف کی ہر جگہ شہرت تھی۔ جن کا بھی ان سے واسطہ پڑتا تھا ان کو پتہ تھا کہ یہ انصاف پسند آدمی ہیں اور انہیں کبھی کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا تھا۔ راولپنڈی میں ایک کیس کے دوران دونوں پارٹیوں میں سے ایک پارٹی جو لاہوری احمدی ہیں ان کی خواتین تھیں۔ ان کے وکیل مجیب الرحمن صاحب تھے۔ اور دوسرا فریق جو تھا، دوسری پارٹی ایک مولویوں کی پارٹی تھی۔ تو کورٹ میں آ کے انہوں نے پہلے ہی بتا دیا کہ میں احمدی ہوں اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بتائیں۔ جو دوسرا گروپ مولویوں کا تھا، ان کا مقدمہ احمدی پیغامیوں کے ساتھ تھا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں قبول ہے ہم آپ سے ہی فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ جو پیغامی فریق تھا ان کے وکیل مجیب الرحمن صاحب احمدی تھے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خوف ہوتا تھا کہ کہیں آپ اپنی انصاف پسندی کا اظہار کرنے کے لئے ہمارے خلاف فیصلہ نہ کر دیں۔ لیکن انہوں نے انصاف کو ہمیشہ ملحوظ رکھا اور انصاف کی بنیاد پر ہی فیصلہ کیا اور ان خواتین کے حق میں کر دیا اور مولویوں کے خلاف ہوا۔

ان کا علم بھی بڑا وسیع تھا۔ بڑے دلیر تھے۔ قوتِ فیصلہ بہت تھی۔ ملازموں اور غریبوں

آج سب سے پہلے میں مکرم منیر احمد شیخ صاحب کا ذکر کروں گا جو دارالذکر

میں آتا ہوں تو کرسی پر بیٹھتے ہی میز پر ایک زوردار مٹکا مارتا ہے اور کہتا ہے کہ Listen every body کہ میں احمدی ہوں، اب مقدمہ کی کارروائی شروع کرو۔ تو یہ صاحب کہتے ہیں کہ میری تو آدھی جان وہیں نکل جاتی ہے جب یہ دھمکی دیتے ہیں۔ مجھے یہ خیال ہے کہ یہ مجھے پیغام دیتے ہیں کہ بچو! اب تم میرے قابو میں آئے ہو، اب میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ تو آپ لوگ خدا کے واسطے میری کوئی مدد کریں اور میری اس سے جان چھڑوائیں۔ مجھے لگتا ہے کہ مذہبی مخالفت کی بنا پر مجھے سزا دے دے گا۔ پھر بولے: عجیب قسم کا آدمی ہے۔ یہ کوئی زمانہ ہے، یہ حالات ہیں؟ کہ یہ صاحب آتے ہیں اور میز پر مٹکا مار کے اپنے احمدی ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور میرے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ غلطی پر ہیں۔ آپ نے ان کے پیغام کو نہیں سمجھا۔ وہ میز پر مٹکا مار کے یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک سن لو، میں احمدی ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ آپ کو دھمکاتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سنو اور غور سے سنو کہ میں احمدی ہوں۔ نہ میں رشوت لیتا ہوں، نہ ہی میں کسی کی سفارش سنوں گا اور نہ ہی میرے فیصلے کسی تعصب کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ میں صرف خدا سے ڈرتا ہوں۔ مربی صاحب نے کہا یہ ہے ان کا اصل مطلب۔ اس لئے ہم پر تو آپ رحم کریں اور ہمیں کسی سفارش پر مجبور نہ کریں اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے۔ تو کہتے ہیں بہر حال وہ صاحب بڑے پریشان تھے کہ اگر اس نے مجھے ٹانگ دیا تو پھر کیا ہوگا؟ تو میں نے کہا آپ کے کہنے کے مطابق اگر آپ بے قصور ہیں تو آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ صرف مذہبی اختلافات کی بنیاد پر آپ کو سزا نہیں دیں گے۔ اس کے بعد ان کے ہاں سے چلے آئے۔ پانچ چھ مہینے کے بعد ان کے پی اے (P.A.) کا فون آیا اور اطلاع دی کہ وہ باعزت طور پر بری ہو گئے ہیں اور ہمارے وہ عالم صاحب جو لیڈر ہیں جمعیت علمائے اسلام کے آپ لوگوں کا شکر یہ ادا کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ان سے کہیں کہ ہمارا شکر یہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شکر یہ ادا کریں اس امام مہدی آخر الزمان کا، جس کی تعلیمات اور قوتِ قدسیہ کے فیض نے ایسی جماعت پیدا کر دی ہے جو ان اخلاق کو زندہ کرنے والی ہے جو آج دنیا سے ناپید ہیں۔ تو یہ تھا ان کے انصاف کا معیار۔ اور بڑے دنگ، جرأت والے انسان تھے۔

گزشتہ سال جب میں نے ان کو امیر جماعت لاہور مقرر کیا ہے تو انہیں لکھا کہ اگر کوئی مشکل ہو براہ راست رہنمائی یعنی چاہتے ہوں تو بے شک لے لیا کریں اور بے شک مجھ سے رابطہ رکھیں۔ ایک دن ان کا فون آیا تو میں نے کہا کہ خیر ہے؟ تو کہنے لگے کہ اس اجازت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جو آپ نے دی ہے میں نے کہا فون کر لوں اور اگر کوئی ہدایت ہو تو لے لوں۔ باقی کام تو صحیح چل رہے ہیں۔ اور آپ سے سلام بھی کر لوں۔ تو بڑے مجھے ہوئے شخص تھے۔ سب جو کارکنان تھے، ان کے ساتھ کام کرنے والے ان کو ساتھ لے کر چلنے والے تھے۔ لجنہ ضلع لاہور کی صدر نے مجھے بتایا کہ جب یہ مقرر ہوئے ہیں تو ہمیں خیال تھا کہ یہ کس شخص کو آپ نے امیر جماعت مقرر کر دیا ہے جس کو زیادہ تر لوگ جانتے بھی نہیں۔ لیکن ان کے ساتھ کام کرنے سے پتہ چلا کہ یقیناً انہوں نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر دیا اور بڑے پیار سے ساروں کو ساتھ لے کر چلے۔ بے شمار خصوصیات کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں میں ان کو جگہ دے۔

دوسرے شہید میجر جنرل ریٹائرڈ ناصر چوہدری صاحب ابن مکرم چوہدری صفدر علی صاحب ہیں۔ یہ بہلول پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد صاحب انسپٹر تھے اور 1930ء میں ڈیوٹی کے دوران ہی وہ بھی شہید ہوئے تھے۔ اس وقت جنرل صاحب شہید کی عمر صرف 10 سال تھی۔ جنرل صاحب کی دادی جوتھیں وہ حضرت چوہدری سرفظر اللہ خان صاحب کی رضاعی والدہ بھی تھیں۔ 1942ء میں ان کو کمیشن ملا، بنگلور گئے۔ اور دوسری جنگِ عظیم میں برما کے فرنٹیر فورس مجاز پر تھے۔ 43ء میں ان کا نکاح ہوا اور سید سرور شاہ صاحب نے ان کا نکاح پڑھا۔ اور اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ میرے نکاح میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب بھی شامل ہوئے تھے۔ بہر حال فوج میں ترقی کرتے

سے بڑی ہمدردی کیا کرتے تھے۔ درویش صفت انسان تھے۔ جب بھی میں ان کو ملا ہوں جہاں تک میں نے دیکھا ہے ان کی طبیعت میں بڑی سادگی تھی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر بھی تھے۔ اس کے علاوہ شروع میں ماڈل ٹاؤن حلقہ میں زعیم اعلیٰ کے طور پر بھی خدمات رہی ہیں۔ گاڑن ٹاؤن حلقہ کے صدر بھی رہے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ ہمارا اور بچوں کا ہمیشہ بہت خیال رکھتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں تو ایک غریب سٹیشن ماسٹر کا بیٹا ہوں اور تم لوگوں کی ضروریات کا، بچوں کا خیال مجھے اس لئے رکھنا پڑتا ہے کہ یہ اپنے آپ کو سٹیشن جج کے بچے سمجھتے ہیں۔ وصیت کے نظام میں بھی شامل تھے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔

شہادت سے ایک دن قبل ان کی بہن نے لجنہ اماء اللہ کو وصایا کے حوالہ سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ وصیت بھی جنت کے حصول کا ذریعہ ہے اور گھر آ کر شیخ صاحب سے جب بات کی کہ کیا میں نے ٹھیک کہا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اپنی بہن کو کہا کہ آپ! اصل جنت کی ضمانت تو شہادت سے ملتی ہے۔

اہلیہ محترمہ کہتی ہیں کہ شہادت سے قبل شہید مرحوم کا فون آیا کہ میرے سر اور ٹانگ پر چوٹ آئی ہے اور بلند آواز سے کہا کہ میں ٹھیک ہوں۔ خدام نے ان کو نیچے کی طرف یعنی basement میں جانے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اور جب فائرنگ شروع ہوئی ہے تو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر لوگوں کو کہا کہ بیٹھ جائیں اور درود شریف پڑھیں اور دعائیں کریں۔ اپنا فون ان کے پاس نہیں تھا، ایک خادم سے فون لیا گھر بھی فون کیا، پولیس کو بھی فون کیا۔ پولیس نے جواب دیا کہ ہم آگئے ہیں تو بڑے غصے سے پھر ان کو کہا کہ پھر اندر کیوں نہیں آتے؟ ایک خادم جس نے فون دیا تھا ان کے مطابق آخری آواز ان کی اس نے یہ سنی تھی کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا.....

ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ نماز جمعہ پر جانے سے پہلے چندہ کی رقم مجھے پکڑائی اور کہا کہ اپنے پاس رکھ لو۔ کیونکہ آج تک پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا تو میں نے کہا کہ جہاں آپ پہلے رکھتے تھے وہیں رکھ دیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں آج تم رکھ لو کیونکہ دفتر بند ہوگا اس لئے جمع نہیں کروا سکتا۔ اسی طرح ایک کیس کے بارے میں مجھے بتایا۔ اہلیہ سے کہا کہ وہ آگے چلا گیا ہے، اس کی تاریخ آگے پڑ گئی ہے اور یہ کیس کے پیسے ہیں، یہ اپنے پاس رکھ لو اور کیس والے فریق کو دے دینا اور اس کی فائل بھی۔ اہلیہ کہتی ہیں کہ حالانکہ پہلے میرے سے کبھی آج تک انہوں نے کوئی کیس ڈسکس (Discuse) نہیں کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی کی خدمت میں دو دفعہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد یا بلکہ پہلے ہی میرا وقف قبول کریں۔ حضور نے ان کو یہی فرمایا تھا کہ جہاں آپ کام کر رہے ہیں وہیں کام کریں کیونکہ اس کے ذریعہ سے احمدیت کی (-) زیادہ مؤثر رنگ میں ہو رہی ہے۔ لوگوں کو پتہ لگے کہ احمدی افسر کیسے ہوتے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے نے بتایا کہ میں نے ان سے کہا کہ اپنا کوئی سیکورٹی گارڈ رکھ لیں۔ کہنے لگے کیا ہوگا؟ مجھے گولی مار دیں گے تو شہید ہو جاؤں گا۔ ہمارے سلسلہ کے ایک (-) ہیں مبشر مجید صاحب انہوں نے ان کے بارے میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ یہ گلبرگ لاہور میں مربی ہوتے تھے کہتے ہیں کہ 97ء یا 98ء کی بات ہے کہ مجھے ایک دن مربی ضلع کا فون آیا کہ غیر احمدیوں کے ایک بڑے عالم ہیں اور جمعیت علمائے پاکستان کے کسی اعلیٰ عہدے پر، بڑے عہدے پر قائم ہیں ان کو ہم نے ملنے جانا ہے۔ تو کہتے ہیں میں بڑا حیران ہوا کہ کیا ضرورت، مصیبت پڑ گئی ہے ان کو ملنے کی؟ خیر، کہتے ہیں میں مربی صاحب ضلع کے ساتھ چلا گیا۔ سبزہ زار میں جمعیت کا سیکرٹریٹ ہے تو وہاں جب ہم پہنچے ہیں تو ان صاحب سے تعارف ہوا۔ یہ ہمارے شدید ترین مخالف لوگ ہیں۔ ان صاحب نے جو جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری تھے انہوں نے کہا کہ مجھ پر کسٹم والوں نے ایک سر اسر غلط مقدمہ بنا دیا ہے۔ جو جج ہے وہ نہایت عجیب و غریب قسم کا انسان ہے۔ میں تین پیشیاں بھکت چکا ہوں۔ جب بھی میں عدالت

ان کے خسر تھے۔ پاکستان ریلوے میکینکل انجینئرنگ میں چیف انجینئر تھے اور بیسویں گریڈ کے افسر تھے اور اکیسویں گریڈ کے لئے فائل جمع کروائی ہوئی تھی اور چند روز میں ان کی ترقی ہونے والی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ عظیم رتبہ ان کو عطا فرمایا ہے جس کے سامنے ان گریڈوں اور ان ترقیوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان کے بارے میں ڈیوٹی پر موجود ایک خادم نے بتایا کہ مکرم اسلم بھروانہ صاحب کو تہہ خانہ میں بھجوانے کی کوشش کی گئی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں یہیں رہوں گا۔ آپ دوسروں کو تہہ خانے میں لے جائیں اور خود ہال سے باہر صحن میں نکلے تاکہ دوسروں کی خبر گیری کر سکیں۔ جب دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے دہشتگرد نے ان پر فائرنگ کر دی۔

شہید مرحوم اہم جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ سابق قائد علاقہ راولپنڈی اور لاہور کے علاوہ سیکرٹری تربیت نومبائین، سیکرٹری جائیداد لاہور، لاہور کا ہائڈرو گجر میں قبرستان ہے اس کے نگران، بہت اخلاص سے دن رات محنت کرنے والے تھے اور بہت بہادر انسان تھے۔ جب کوئٹہ میں بسلسلہ ملازمت تعینات تھے تو ضیاء الحق اس وقت صدر پاکستان تھے۔ ان کی آمد پر ریلوے آفیسر ہونے کی وجہ سے ان کو آگے سیٹ ملی۔ جب وہاں جو فنکشن تھا اس میں آگے بیٹھے ہوئے تھے، پہلی لائن پر اور وہاں ان دنوں کلے کی مہم بھی چل رہی تھی۔ مطلب ہے کہ احمدیوں کو منع کیا تھا، نیا نیا آڈینس آیا تھا انہوں نے کلے کا بیج لگایا ہوا تھا اور آگے بیٹھے گئے۔ تو گورنر نے ان کو پیغام بھجوا کہ آپ یا تو پیچھے چلے جائیں یا کلے کا بیج اتار دیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو میں کلے کا بیج اتار سکتا ہوں اور نہ ڈر کی وجہ سے پیچھے جا سکتا ہوں۔ آپ اگر چاہیں تو مجھے بے شک گھر بھیج دیں یعنی نوکری سے فارغ کر دیں۔ بہر حال ڈٹے رہے۔ اس طرح کے ابتلاء کے دور میں لاہور کے قائد علاقہ رہے ہیں اور حالات کے پیش نظر احمدی نوجوانوں کو ڈیوٹی کے لئے ہمیشہ انہوں نے تیار کیا۔ خود بھی لمبے عرصے تک گیٹ پر ڈیوٹی دیتے رہے۔ بہت مدد کرنے والے اور خدمتِ خلق کرنے والے انسان تھے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ خلافت اور جماعت سے عشق تھا۔ جماعتی کام کو ترجیح دیتے تھے۔ زندگی وقف کرنے کی بہت خوشی تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کی تھی اور صحت کا خیال اس لئے رکھتے تھے کہ میں نے وقف کیا ہوا ہے اور جماعت کے کام آسکوں۔ باجماعت نماز کے پابند اور دیانتدار افسر تھے اس لئے ان کی ہر جگہ بہت عزت کی جاتی تھی۔ جب یہ تعلیم حاصل کر رہے تھے تو جماعتی طور پر ان کا خرچ اٹھایا جاتا تھا۔ اس لئے باقاعدگی سے کفالت یتیمی میں چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ یتیمی کی طرف سے ان کا خرچ اٹھایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی دیگر چندہ جات میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ شہید مرحوم کی ایک عزیزہ نے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ آواز آئی ”شہیدوں کو چھننے کے لئے تیار ہو جاؤ“۔

خود میں نے بھی ان کو دیکھا ہے بڑی عاجزی سے اور بڑی وفا سے انہوں نے اپنی جماعت کی خدمات بھی ادا کی ہیں اور عہد بیعت کو بھی نبھایا ہے۔ شہادت کا رتبہ تو ان کو فوج میں بھی بعض ایسے حالات پیدا ہوئے جب مل سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کی کوئی نہ کوئی نیک ادا پسند آتی ہے۔ ان کی یہ ادا پسند آئی کہ شہادت کا رتبہ تو دیا لیکن مسیح (-) کے ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے دیا اور عبادت کرتے ہوئے دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اشرف بلال صاحب شہید ابن مکرم محمد لطیف صاحب۔ شہید مرحوم کے اکثر رشتے دار غیر از جماعت ہیں۔ ان کے نانا مکرم خدا بخش صاحب نے حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ برطانیہ کے شہری تھے۔ ان دنوں پاکستان آئے ہوئے تھے۔ مالی خدمات میں حصہ لینے والے تھے۔ انہوں نے شالیمار ٹاؤن کی بیت الذکر تعمیر کروا کر جماعت کو عطیہ کرنے کی سعادت پائی۔ انجینئرنگ کے شعبہ سے وابستہ تھے۔ اپنی ورکشاپ فیکٹری بنائی ہوئی تھی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 56 سال تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی خدمات، سیکرٹری تحریک جدید وغیرہ کے طور پر بھی انجام دے رہے تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔ موصی تھے۔ ان کے بائیں کندھے کے پیچھے سے گولی لگ کر سامنے دل سے نکل گئی تھی اور مضبوطی سے انہوں نے ہاتھ جسم کے قریب کر کے جب میں ڈالا اور ڈرائیور کو فون کیا کہ مجھے گولی لگی ہے لیکن کسی کو بتانا نہیں

رہے اور 1971ء میں راجھستان میں اپنی بنائی ہوئی Div-33 کی کمانڈ کرتے رہے۔ وہیں ان کے گھٹنے میں گولی لگی جو ان کے جسم کے اندر ہی رہی ہے۔ ڈاکٹر اس کو نکال نہیں سکے۔ اس حملے کے دوران میں ان کا جو پرسنل سیکرٹری تھا وہ بھی زخمی ہوا۔ اس کو تو انہوں نے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سے حیدرآباد بھیجا اور خود ٹرین کے ذریعے حیدرآباد پہنچے۔ ڈاکٹر کہا کرتے تھے کہ اگر یہ دوبارہ چلنے لگ جائیں تو معجزہ ہوگا۔ اس لئے گولی بھی نہیں نکالی کہ خطرہ تھا کہ مزید خرابی پیدا ہو جائے گی۔ لیکن بہر حال بڑی قوت ارادی کے مالک تھے۔ ورزش کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی ٹانگ اس قابل ہو گئی کہ چلتے تھے اور اپنی کیٹیگری اے کروالی کیونکہ بی میں نوکر مل جاتا ہے۔ بیس سال تک یہ سیکرٹری اصلاح و ارشاد ضلع لاہور رہے ہیں۔ 1987ء سے لے کر شہادت کے وقت تک بطور صدر حلقہ ماڈل ٹاؤن خدمت سرانجام دیتے رہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 91 سال تھی۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ (-) ماڈل ٹاؤن میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔

ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت مخلص اور خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ نمازی، پرہیزگار، جماعت کا در رکھنے والے انسان تھے ایک دفعہ ڈرائیور کی مشکل پیش آئی تو میں نے کہا کہ اپنی پلٹن سے ڈرائیور مانگ لیں تو جواباً کہا کہ نہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت دیا ہے۔ خود ہی خرچ کروں گا۔ ابتدائی دور میں 1943ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ لاہور کے ایک نائب امیر ضلع تھے مکرم مہاجر لطیف احمد صاحب۔ وہ بھی فوج سے ریٹائر ہوئے تھے اور میجر تھے، اور بی فوج سے ریٹائر ہوئے اور جنرل تھے۔ وہ ان کو مذاق میں کہا کرتے تھے کہ دیکھو آج جنرل بھی میرے نیچے کام کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ میجر صاحب نائب امیر تھے تو شہید مرحوم ہنس کے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا کام تو اطاعت ہے۔ جب میں احمدی ہوں اور جماعت کی خاطر کام کر رہا ہوں تو پھر میجر اور جرنیلی کا کوئی سوال نہیں۔

(-) نور میں جو ماڈل ٹاؤن کی (-) ہے، عموماً ہال سے باہر کرسی پر بیٹھا کرتے تھے اور جو سانحہ ہوا ہے اس دن جب فائرنگ شروع ہوئی ہے تو ایک صاحب نے، احمدی دوست روشن مرزا صاحب نے کہا کہ اندر آ جائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ باقی ساتھیوں کو پہلے اندر لے جائیں اور پھر آخر میں خود اندر گئے اور ہال کے آخری حصہ میں لگی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد لوگ تہہ خانے کی طرف جاتے رہے اور ان کو بھی لے جانے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں، مجھے یہاں ہی رہنے دو۔ اسی دوران دہشتگرد نے ایک گریڈ ان کی طرف پھینکا جو ان کے قدموں میں پھٹا۔ گریڈ پھٹنے سے ان کے ساتھ والے بزرگ بھی نیچے گرے لیکن اس کے بعد اٹھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ پھر دہشتگرد نے ان پر فائرنگ کی جس سے گردن میں ایک گولی لگی اور وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کی حالت میں شہید ہوئے۔

جیسا کہ میں نے کہا ہے بڑی عاجزی سے اور بڑی وفا سے انہوں نے اپنی جماعت کی خدمات بھی ادا کی ہیں اور عہد بیعت کو بھی نبھایا ہے۔ شہادت کا رتبہ تو ان کو فوج میں بھی بعض ایسے حالات پیدا ہوئے جب مل سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کی کوئی نہ کوئی نیک ادا پسند آتی ہے۔ ان کی یہ ادا پسند آئی کہ شہادت کا رتبہ تو دیا لیکن مسیح (-) کے ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے دیا اور عبادت کرتے ہوئے دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

پھر اسلم بھروانہ صاحب شہید ہیں جو مکرم مہر راجہ خان بھروانہ صاحب کے بیٹے تھے۔ شہید مرحوم کے والد صاحب نے حضرت مصلح موعود کے دور میں بیعت کی۔ جھنگ کے رہنے والے تھے۔ ٹیکسلا یونیورسٹی سے میکینکل انجینئرنگ کی اور 1981ء سے پاکستان ریلوے میں ملازمت اختیار کی۔ مجلس انصار اللہ کے بڑے اچھے رکن تھے، جمعہ کے روز آپ عام طور پر (-) میں کھڑے ہو کر اعلانات کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی خطبہ سے پہلے اعلان کر کے فارغ ہوئے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 59 سال تھی۔ ان کی شہادت بھی دارالذکر میں ہوئی ہے۔ نسیم مہدی صاحب اور پروازی صاحب کے یہ برادر نسبتی تھے، بہنوئی تھے اور مولوی احمد خان صاحب

ہے۔ اسی طرح ایک گولی ان کی گردن پر بھی لگی۔ ایک بچہ نثار احمد نام کا جو بچپن سے ان کے پاس تھا۔ اس کے بارے میں دیکھنے والوں نے بتایا کہ ان کو گرتے ہوئے اس بچے نے بازوؤں میں لے لیا۔ لیکن وہ نیم مردہ حالت میں آگئے۔ نثار نے ان کا سر اٹھا کر جب ان کے دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کی ہے تو دہشت گرد نے ایک اور گولیوں کی بوچھاڑ کی جس سے وہ لڑکا نثار احمد بھی شہید ہو گیا اور وہ بھی شہادت پاتے ہوئے اپنی وفاداری کا ثبوت دے گیا۔ ہر وقت ذکرِ الہی اور استغفار میں مصروف رہتے تھے۔ نمازوں میں خوب روتے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں میں وجہ پوچھتی تھی تو کہتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں میں تو اس قابل نہ تھا۔ خدمتِ خلق اور مالی قربانی میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ہر ماہ کئی لاکھ روپیہ خدمتِ خلق کے لئے خرچ کر دیتے تھے۔ ایک فری ڈسپنری چلا رہے تھے۔ بہت سے لوگوں کو ماہانہ خرچ دیتے تھے۔ جو کوئی بھی ان کے پاس مدد کے لئے آتا تو کہتے کہ اب کسی اور کے پاس نہیں جانا، میرے سے لیا کرو۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں اشرف صاحب کا رویہ دو ماہ سے مختلف ہو رہا تھا۔ جلدی جلدی تمام کام مکمل کر رہے تھے۔ یوں کے والے گھر کی دیوار اونچی کروائی اور مجھے نصیحت کی کہ اب تم ایک ملازمہ رکھ لو اور یہاں سے ایک لڑکی کے ویزے کا کام مکمل کروایا کہ اس کو ساتھ لے کر جانا ہے۔ شہادت سے پندرہ روز قبل مجھے مختلف کاموں کی انجام دہی کے لئے وصیت کی تو میں نے کہا کہ میں یہ نہیں کر پاؤں گی۔ تو جواباً کہا کہ نہیں تم اچھی طرح سنبھال لو گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

کیپٹن ریٹائرڈ مرزا نعیم الدین صاحب شہید بن مکرمرزا سراج دین صاحب۔ یہ شہید فتح پور ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ خاندان میں سب سے پہلے ان کے دادا نے بیعت کی تھی۔ مرزا محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان آپ کے تایا تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 56 سال تھی اور دارالذکر میں شہید ہوئے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ نے ان کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جمعہ کے روز بیٹی کے گھر کھانا کھاتے تھے۔ زخمی حالت میں کوئی دو بجے کے قریب بیٹی کو گھر فون کیا کہ والدہ کا دھیان رکھنا۔ ان کی اہلیہ نے کہا پھر میں نے فون پکڑا، تو کہا کہ ٹھیک ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں جی ٹھیک ہوں۔ کہا کہ اللہ حافظ۔ بیٹے عامر کا پتہ کرواتے رہے۔ دو افراد کو فوجی نقطہ نظر سے جان بچانے کے طریقے بتائے جس سے بفضلہ تعالیٰ وہ دونوں محفوظ رہے۔ خود یہ محراب کے قریب دیوار کے ساتھ بیٹھی ہوئی حالت میں شہید ہو گئے۔ ان کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ اس سائے میں ان کا بیٹا عامر نعیم بھی زخمی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شفا کے کاملہ عطا فرمائے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ ہمارے دونوں خاندانوں میں ہماری ازدواجی زندگی ایک مثال تھی۔ پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ہر بیٹی کی پیدائش پر یہ کہتے تھے کہ رحمت آئی، اور ہر بیٹی کی پیدائش کے بعد ان کی ترقی ہوئی۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بیٹیاں پیدا ہونے پر بعض دفعہ بیویوں کو کوستے ہیں اور یہ شکایات مجھے اکثر آتی رہتی ہیں۔ سپاہی سے یہ کیپٹن تک پہنچے اور دیانتداری کی وجہ سے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ بڑے بہادر انسان تھے۔ 1971ء کی جنگ اور کارگل کی لڑائی میں حصہ لیا۔ شہادت کی بڑی تمنا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمنا بھی ان کی اس رنگ میں پوری فرمائی۔ عبادت کرتے ہوئے ان کو شہادت کا رتبہ دیا۔

کامران ارشد صاحب ابن مکرمرشد قمر صاحب۔ ان کے دادا مکرمر حافظ محمد عبداللہ صاحب اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدی تھے۔ انہوں نے 1918ء میں بیعت کی۔ پارٹیشن کے وقت ضلع جالندھر سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ بوقت شہادت شہید کی عمر 38 سال تھی اور دارالذکر میں انہوں نے شہادت پائی۔

شہید مرحوم کی تعلیم بی اے تھی۔ کمپوزنگ کا کام کرتے تھے اور خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔ بطور سیکرٹری تعلیم جماعت کی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ UMTA ہور میں 1994ء سے رضا کارانہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ اس سے پہلے دارالذکر میں شعبہ کتب میں بھی خدمت سرانجام دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ فائرنگ شروع ہونے کے وقت بہادری کے ساتھ جان کی پرواہ کئے بغیر MTA کے لئے ریکارڈنگ کرنے کے لئے نکلے مگر اس دوران دہشتگردوں کی فائرنگ کی زد میں آ کر شہید ہو گئے۔ اہل خانہ نے بتایا کہ بہت حلیم طبع انسان تھے۔ بچوں کی نماز کی خصوصی نگرانی کرتے اور پچھلے ایک ماہ سے دارالذکر کے کام میں مصروف تھے۔ شہادت سے تین چار روز قبل خلاف معمول نہایت سنجیدہ اور خاموش رہے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بغیر گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ ان کے بارے میں جب ان کی والدہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ جمعہ کے روز فجر کے بعد خواب میں دیکھا کہ گھر میں شادی کا ماحول ہے۔ باہر لگی میں احمدی عورتیں بیٹھی ہیں وہ مجھے دیکھ کر خوش ہوتی ہیں اور میرے گلے میں ہار ڈالتی ہیں۔ ایک عورت نے مجھے گلے لگایا اور ایک گولڈن پیکٹ دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے تو مہندی کر لی ہے۔ آپ نے کب کرنی ہے؟ میں نے کہا کہ گھر جا کر کرتے ہیں۔ یہ والدہ کی خواب تھی۔ شہید مرحوم کے بھائی نے اپنی خواب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کامران بہت سارے پھولوں میں کھڑا ہے۔ شہید کی والدہ لمبا عرصہ حلقہ دارالذکر کی صدر رہی ہیں اور والد سیکرٹری مال رہے ہیں۔ اس حادثے میں شہید کے ماموں مظفر احمد صاحب بھی شہید ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اعجاز احمد بیگ صاحب شہید ابن مکرمر انور بیگ صاحب۔ یہ شہید مرحوم قادیان کے قریب لنگروال گاؤں کے رہنے والے تھے۔ والدہ کی طرف سے محمدی بیگم کے رشتے دار تھے۔ تیورجان صاحب ابن عبداللہ صاحب (نظام جان) کے بہنوئی تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 39 سال تھی۔ مجلس خدام الاحمدیہ سے وابستہ تھے اور دارالذکر میں شہید ہوئے۔ اہلیہ ان کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ ان کو یورین انفیکشن تھی اور دو سال سے بیمار تھے۔ دو مہینے کے بعد پہلی دفعہ جمعہ پڑھنے گئے اور جمعہ سے پہلے خاص طور پر تیاری کی۔ دو ماہ کے بعد صحت میں بہتری آئی اور ان کو تیار ہوا دیکھ کر کہتی ہیں مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آج پہلے کی طرح اچھے لگ رہے ہیں۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ بہت سادہ اور متواضع انسان تھے۔ کبھی پریشان نہ ہوتے تھے۔ صابر تھے، کبھی کسی کے مننی طرز عمل کے جواب میں رد عمل کے طور پر مننی طرز عمل نہیں دکھایا۔ آپ پرائیویٹ ڈرائیونگ کرتے تھے۔ ان دنوں جنرل ناصر صاحب شہید کے ڈرائیور کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند کرے۔

مرزا اکرم بیگ صاحب شہید ابن مکرمرزا منور بیگ صاحب۔ یہ شہید مرحوم مرزا عمر بیگ صاحب کے پوتے تھے اور عمر بیگ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ پارٹیشن کے وقت قادیان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور ایوب اعظم بیگ صاحب شہید آف واہ کینٹ ان کے حقیقی ماموں تھے۔ ان کے ماموں کو واہ کینٹ میں میرا خیال ہے 1997-98ء میں شہید کیا گیا۔

بوقت شہادت شہید کی عمر 58 سال تھی۔ مجلس انصار اللہ کے ممبر تھے اور دارالذکر میں ہی شہید ہوئے۔ موصوف کی شہادت گرنیڈ کے شیل لگنے سے ہوئی تھی۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اپنے بیٹے کو فون کیا اور کہا کہ میں زخمی ہوں میرے لئے دعا کرنا اور اہلیہ کے ساتھ بات کی کہ میں معمولی سا زخمی ہوں میرے لئے دعا کریں۔ بڑا بیٹا فرحان بھی (-) میں ساتھ موجود تھا جو ان کو تلاش کرتا رہا لیکن اندازہ ہے کہ جب یہ افواہ مشہور ہوئی کہ دہشتگرد چلے گئے ہیں اور جو کارروائی وہ کر رہے ہیں ختم ہو گئی ہے تو باہر نکلتے ہوئے ان کو گولی لگی جو غلط اعلان تھا۔ بڑے عبادت گزار تھے پانچ وقت کے نمازی، بہت ہمت والے انسان تھے۔ ہر سال اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ اصول پسند اور وقت کی پابندی کرنے والے تھے۔ ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے ہمارا گھر گھڑی کی سوئی پر چلتا تھا۔ بزرگوں کا احترام کرنے والے تھے، بچوں سے بہت پیار تھا۔ اپنے داماد سے اکثر ذکر کرتے کہ عبادت میں جو پانا چاہ رہا ہوں وہ ابھی تک نہیں ملا، شاید کچھ کمی ہے۔ شہید مرحوم نے کچھ عرصہ قبل خود خواب میں دیکھا کہ میں کسی پل پر چل رہا ہوں اور سات آٹھ قدم چلنے کے بعد پل

ختم ہو گیا ہے۔ خود ہی اس کی تعبیر کی کہ زندگی تھوڑی رہ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند مقام دیا۔ شہید مرحوم کے بچے بتاتے ہیں کہ جب بھی کسی کی شہادت ہوتی تو کہا کرتے تھے کہ کبھی ایسا موقع آئے کہ ہم بھی شہید ہوں۔ اپنے ماموں کی شہادت پر کہا کہ کاش ان کو لگنے والی گولی مجھے لگی ہوتی۔ موصوف نے شادی سے پہلے خود خواب میں دیکھا کہ گھر میں صحن میں کھڑا ہوں اور حضرت مسیح موعود بالائی منزل سے مجھے دیکھ رہے ہیں اور میں حضور کو دیکھ کر کہتا ہوں یہ تو حضور ہیں، خواب میں خانہ کعبہ کی زیارت بھی کی۔ شہادت سے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ سفید چاول کھا رہا ہوں۔ اکثر معجزین جو ہیں وہ اس کی یہ بھی تعبیر کرتے ہیں کہ کسی کی خواہش کا پورا ہونا اور بلند درجہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

منور احمد خان صاحب شہید ابن مکرم محمد ایوب خان صاحب۔ یہ ڈیریاں والا ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔ عرفان اللہ خان صاحب امیر ضلع نارووال کے کزن تھے اور قاضیوں کا ان کا کاروبار تھا شہادت کے وقت ان کی عمر 61 سال تھی۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنے چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ ان کی تدفین لاہور میں ہانڈو گجر قبرستان میں ہوئی ہے۔ بچوں کو خاص طور پر تربیتی کلاسز میں حصہ لینے کی تاکید کرتے۔ نیک انسان تھے، اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا۔ اہلیہ بتاتی ہیں کہ اس سے قبل جب حالات خراب ہوئے تو انہوں نے مجھے کہا کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو میرے بچوں کو احمدیت اور خلافت سے منسلک رکھنا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی دعائیں اور خواہشات اپنی اولاد کے حق میں پوری فرمائے۔

عرفان احمد ناصر صاحب شہید ابن مکرم عبدالملک صاحب۔ شہید مرحوم کے دادامیاں دین محمد صاحب نے 1934ء میں بیعت کی تھی۔ بدولہی ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔ ان کی پڑنانی محترمہ حسین بی بی صاحبہ حضرت مصلح موعود کی بیٹی صاحبزادی امۃ القیوم کی رضاعی والدہ تھیں۔ شہید مرحوم کے والد مکرم عبدالملک صاحب کو نمائندہ افضل، نمائندہ تشہید و خالد برائے لاہور اور سیکرٹری تعلیم القرآن اور سیکرٹری وصایا ضلع لاہور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بوقت شہادت شہید کی عمر 31 سال تھی اور مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور منتظم اشاعت خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ موصوف نے دارالذکر میں شہادت پائی۔ ان کے بھائی بتاتے ہیں کہ ان کی ڈیوٹی عموماً ٹریفک کنٹرول پر ہوتی تھی۔ اس حوالے سے غالباً مکان یہی ہے کہ یہ سب سے پہلے شہید یا پہلے چند شہیدوں میں سے ہوں گے۔ نظام وصیت میں شامل تھے۔ اطاعت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ کبھی کسی کام سے انکار نہیں کیا۔ نہایت خدمت گزار تھے۔ علاقے میں سماجی کارکن کے نام سے مشہور تھے۔

مکرم سجاد اظہر بھروانہ صاحب شہید ابن مکرم مہر اللہ یار بھروانہ صاحب۔ یہ محمد اسلم بھروانہ صاحب شہید کے بھانجے تھے اور یہ بھی ضلع جھنگ کے رہنے والے تھے اور ریلوے میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر کلرک کی پوسٹ پر ملازمت کر رہے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 30 سال تھی۔ خدام الاحمدیہ کے بہت ہی فعال اور ذمہ دار رکن تھے۔ ان کو متعدد تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ شہید مرحوم نے دارالذکر میں شہادت پائی اور نظام وصیت میں شامل تھے۔ ہمیشہ خدمت دین کا موقع تلاش کرتے رہے اور ہر آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ بہت مخلص احمدی تھے۔ آخری وقت تک فون پر معتمد صاحب ضلع شہباز احمد کو وقوعہ کے بارے میں اطلاع دیتے رہے اور اطلاع دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ایک خادم شعیب نعیم صاحب نے بتایا کہ سجاد صاحب آئے اور مجھے کہتے ہیں کہ مجھے آج یہاں ڈیوٹی دینے دیں۔ میرا یہ دارالذکر میں آخری جمعہ ہے اس کے بعد میں نے گاؤں چلے جانا ہے۔ چنانچہ میری جگہ انہوں نے ڈیوٹی دی اور اس ڈیوٹی کے دوران شہید ہو گئے۔ گاؤں تو نہیں گئے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ لے گیا جہاں ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے۔ بہت خدمت گزار تھے۔ اپنی ملازمت کے فوراً بعد جماعتی دفتر میں تشریف لے آتے

تھے اور رات گیارہ بارہ بجے تک وہیں کام کرتے تھے۔ شہید مرحوم کی اہلیہ نے بتایا کہ ایک ہفتہ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ سجاد زخمی حالت میں گھر آئے ہیں اور کہا ہے کہ میرے پیٹ میں شدید تکلیف ہے۔ میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو خون بہہ رہا تھا۔ اور شہید مرحوم کے پیٹ میں گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

مسعود احمد اختر باجوہ صاحب شہید ابن مکرم محمد حیات باجوہ صاحب۔ شہید مرحوم کے والد صاحب 7R / 191 ضلع بہاولنگر کے رہنے والے تھے۔ پیچھے سے یہ سیالکوٹ کے تھے۔ ان کے والد صاحب اپنے خاندان میں احمدیت کا باثمر پودا لگانے والے تھے۔ ان کی وجہ سے ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔ انہوں نے حضرت مولوی عبداللہ باجوہ صاحب آف کھیوہ باجوہ کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ آپ کے ایک بھائی چک میں صدر جماعت ہیں۔ آپ نے بہاولنگر سے تعلیم حاصل کی، پھر ربوہ سے پڑھے واپڈا کے ریٹائرڈ افسر تھے۔ 1975ء سے لے کر 2000ء تک ملازمت کے سلسلہ میں کونسلر رہے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ 2001ء میں لاہور شفٹ ہوئے۔ مجلس انصار اللہ کے مہتممی اور فعال ممبر تھے۔ زعیم انصار اللہ اور امیر حلقہ دارالذکر تھے۔ معاون سیکرٹری اصلاح و ارشاد و اشاعت ضلع اور سیکرٹری تعلیم القرآن حلقہ دارالذکر بھی تھے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 72 سال تھی۔ آپ نے دارالذکر میں شہادت پائی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر حامد صاحب امریکہ میں ہوتے ہیں انہوں نے بتایا کہ میں نے گرین کارڈ کے لئے اپلائی کرنا تھا مگر بوجہ نہیں کر سکا۔ تو میرے والد نے مجھے ایک ہزار ڈالر بھجوائے اور کہا کہ فوراً گرین کارڈ کے لئے اپلائی کرو جلدی میں پاکستان آنا پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اپلائی کر دیا اور پچیس دنوں میں ہی گرین کارڈ مل گیا۔ عموماً کہتے ہیں کہ چھ ماہ لگتے ہیں۔ اور اس طرح وہ والد کی شہادت پر پاکستان پہنچ بھی گئے۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا کہ شہادت سے پہلے جو زخم آنے سے خون بہہ رہا تھا تو ایک پڑوسی میاں محمود احمد صاحب کو کہا کہ میں گیا۔ میرے بچوں کا خیال رکھنا۔ انہوں نے کپڑا پھاڑ کر ان کے زخم کو باندھا۔ لوگوں کو آخر وقت تک سنبھالتے رہے۔ ایک نوجوان بچے کو سارے عرصے میں پکڑ کر اس کی حفاظت کی خاطر اپنے پیچھے رکھا کہ اس کو نہ گولی لگ جائے۔ سب کا خیال کرتے رہے اور دعا کی تلقین کرتے رہے۔ خود بھی درود شریف پڑھتے رہے اور اپنے پڑوسی میاں محمود صاحب کو بھی تلقین کرتے رہے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ ہر بندے سے بے غرض تعلق تھا۔ جمعہ سے پہلے پڑوسیوں کو جمعہ کے لئے نکالتے اور ہر کسی سے گرجوشی کے ساتھ ملتے اور طبیعت مزاجی بھی تھی ہر ایک کی دلجوئی فرماتے۔ مسعود صاحب کی آخری خواہش تھی کہ میرا بیٹا مر بی بن جائے جو کہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں اس سال درجہ خامسہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ قناعت پسند تھے، چھوٹا سا گھر تھا لیکن بڑے خوش تھے۔ میرے خطبات جو ہیں بڑے غور سے سنتے تھے اور سنوتے تھے۔ اسی طرح مرکزی نمائندگان اور بزرگان سلسلہ کے بارے میں ان کی خواہش ہوتی تھی کہ ان کے گھر آئیں اور ان کو خدمت کا موقع ملے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی تمام دعائیں اور نیک خواہشات جو اپنے بچوں کے لئے اور واقف زندگی بچے کے لئے تھیں، ان کو بھی پورا فرمائے۔ اور اس واقف زندگی بچے کو وقف کا حق نبھانے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

محمد آصف فاروق صاحب شہید ابن مکرم لیاقت علی صاحب۔ ان کے والد صاحب نے 1994ء میں بیعت کی تھی۔ 1994ء میں ایک آدمی ان کے والد صاحب کو مکرم مولانا مبشر کابلوں صاحب کے پاس لے گیا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی سوال پوچھیں تو انہوں نے کہا میرا کوئی سوال نہیں بس بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ تو یہ ہے نیک فطرتوں کا رد عمل۔ جب بات سمجھ آ جاتی ہے تو کوئی سوال نہیں۔ جس پر اس کے بعد پھر پوری فیملی نے بیعت کر لی۔ بوقت شہادت موصوف کی عمر 30 سال تھی۔ انہوں نے بی اے ماس کمیونیکیشن (Mass Communication) میں کیا ہوا تھا۔ خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔ UMTA لاہور کے بڑے فعال کارکن تھے۔ سمعی

بصری شعبہ میں خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ موصی تھے۔ دارالذکر میں انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ یہ شہید بھی دہشت گردوں کے حملے کے دوران MTA کے لئے ریکارڈنگ کرنے کے لئے نکل پڑے اور اسی سلسلے میں اوپر کی منزل سے اتر رہے تھے کہ دہشت گرد کی گولی سے شہید ہو گئے۔ پچھلے تین سال مسلسل دارالذکر کرکام کیا۔ شہادت سے ایک دن قبل اپنی ملازمت سے رخصت لی اور جمعہ کے لئے صبح گھر آئے اور کہا کہ میں آج سارے کام ختم کر آیا ہوں اور کہا کرتے تھے کہ میرا جینا اور مرنا نہیں دارالذکر میں ہے۔ والد، والدہ اور بھائی نے کہا کہ شہادت ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ خدا کرے کہ یہ خون جماعت کی آبیاری کا باعث ہو۔ یہ ان کے جذبات ہیں۔ شہید بڑے نیک فطرت اور ہمدرد انسان تھے۔ ان کے تین ہی بھائی تھے۔ یاد دہانی دارالذکر یا گھر۔ کبھی غصہ نہیں آتا تھا۔ ایک دفعہ ان کی والدہ نے پوچھا تمہیں بیٹا غصہ نہیں آتا؟ انہوں نے کہا ہم جیسے کام کرنے والوں کو کبھی غصہ نہیں آتا۔ والد صاحب نے بتایا کہ چند سال پہلے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے دل پر گولی چلائی ہے، جس کی تعبیر میں نے اپنے اوپر لاگو کی۔ لیکن جب میرا بیٹا شہید ہوا تو پتہ لگا کہ اس کی تعبیر یہ تھی۔ ان کی شہادت کے چند دن بعد 5 جون کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اہلیہ کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے اور وہ لمبی عمر پانے والے ہوں۔

شیخ شمیم احمد صاحب شہید ابن مکرم شیخ نعیم احمد صاحب۔ شہید مرحوم حضرت محمد حسین صاحب (-) حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے اور حضرت کریم بخش صاحب (رفیق) حضرت مسیح موعود کے پڑپوتے تھے۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم شیخ محمد حسین صاحب حلقہ سلطان پورہ کے چالیس سال تک صدر رہے۔ ان کے دور میں ہی وہاں (-) تعمیر ہوئی۔ شہید اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اور گھر کے واحد کفیل تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 38 سال تھی۔ بینک ”الفلاح“ میں ملازمت کرتے تھے۔ خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔ آڈیٹر حلقہ الطاف پارک کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔ مالی خدمات میں پیش پیش تھے۔ اخلاق میں بہت اعلیٰ تھے۔ ہمیشہ پیار اور محبت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ ہر کام بڑی سمجھداری سے کرتے تھے۔ ان کے دفتر کے لوگ جو غیر از جماعت تھے، افسوس کرنے آئے تو انہوں نے بتایا کہ ہر وقت ہنستے رہتے تھے اور ہنساتے رہتے تھے۔ والدہ بیمار تھیں تو ساری ساری رات جاگ کر خدمت کی۔ والد بیمار ہوئے تو ساری ساری رات جاگ کر نہیں سنبھالا۔ انہوں نے گھر کے باہر مین گیٹ کے اوپر کلمہ طیبہ لکھوایا ہوا تھا۔ (-) میں جب واقعہ ہوا تھا تو پونے دو بجے اپنے کزن کو فون کیا اور واقعہ کی تفصیل بتائی۔ لوگوں نے بعد میں بتایا کہ امیر صاحب کے آگے کھڑے رہے۔ دہشتگرد نے ان سے کہا کہ تیرے پیچھے کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میری بیوی، میرے بچے اور میرا خدا۔ تو دہشتگرد نے کہا کہ چل پھر اپنے خدا کے پاس اور گولیاں برسائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ان کی والدہ کہتی ہیں میرا بیٹا بہت پیارا تھا۔ میرا بڑا خیال رکھتا تھا۔ ہر خوبی کا مالک تھا، ہر کسی کے کام آتا تھا۔ اہلیہ نے بتایا کہ میرے خسر بیان کرتے ہیں کہ ان کے بچے فوت ہو جاتے تھے اور ان کو ایک وقت میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہو گیا کہ بچے کیوں نہیں دیتا تو افضل میں ایک خاتون کی تحریر پڑھی کہ جب اللہ مجھے بچے دے گا تو میں تحریک جدید کا چندہ ادا کروں گی۔ تو کہتے ہیں یہ بڑھ کر انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں آج سے ہی تحریک جدید اور وقف جدید کا چندہ شروع کرتا ہوں تو مجھے بیٹا عطا کر، جس پر میرے خاندان کی پیدائش ہوئی تھی۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں ان کی زندگی چندوں ہی کی مرہون منت ہے۔ شہید مرحوم نے کچھ عرصہ پہلے خود اپنا ایک خواب سنایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں کہ اپنے بچے مجھے دے دو جس پر آپ نے تمام بچوں کو وقف کر دیا جو وقف نوکی تحریک میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

محمد شاہد صاحب شہید ابن مکرم محمد شفیع صاحب۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم فیروز دین صاحب 1935ء میں احمدی ہوئے۔ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔ بوقت شہادت موصوف کی عمر 28 سال تھی اور خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال ممبر تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ جمعہ کے وقت محراب کے ساتھ امیر صاحب کے قریب ان کی ڈیوٹی تھی۔ اپنی ڈیوٹی پر کھڑے تھے۔ والد صاحب اور دوستوں کو شہادت سے قبل فون کر کے کہا کہ میں ان دہشتگردوں کو پکڑنے کی کوشش کروں گا۔ چہرے پر ناخن لگنے کے نشان تھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی کے ساتھ لڑائی ہوئی ہو۔ شہادت سے چند دن قبل دوستوں سے کہا کہ میرے ساتھ اگر کسی کا لین دین ہو تو مکمل کر لیں۔ سگریٹ نوشی کی ان کو بری عادت تھی وہ بھی کئی مہینے پہلے چھوڑ دی تھی اور آخری بات بھائی کے ساتھ ہوئی، بڑی دھیمی آواز میں کہا کہ امی کو نہ بتانا وہ پریشان ہوں گی۔ نمازوں کے پابند تھے۔ ہر جمعہ سے قبل صدقہ دینا معمول تھا اور اب بھی جب جمعہ پڑھنے ڈیوٹی پر (-) میں آئے ہیں تو ان کی جیب میں سے اس تاریخ کی بھی 50 روپے صدقہ کی رسید نکلی۔ علاقے کے چوکیدار نے رورور بتایا کہ ہمیشہ مجھے جھک کر سلام کیا کرتے تھے۔ دونوں بھائی اکٹھے ہی ایک دکان کرتے تھے۔ چھوٹے بھائی نے ان کو کہا کہ آج مجھے جمعہ پر جانے دو۔ تو انہوں نے کہا نہیں اس دفعہ مجھے جانے دو، اگلی دفعہ تم چلے جانا۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ والدین جب بھی شادی کے لئے کہتے تو کہتے پہلے چھوٹی بہن کی شادی کر لوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لپیٹے۔

پروفیسر عبدالودود صاحب شہید ابن مکرم عبدالجید صاحب۔ یہ حضرت شیخ عبدالحمید صاحب شملوی (رفیق) حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے۔ اور گورنمنٹ کالج باغبان پورہ لاہور میں انگلش کے پروفیسر تھے۔ جماعتی خدمات میں فعال تھے۔ ان کی اہلیہ بھی اپنے حلقہ کی صدر لجنہ اماء اللہ ہیں۔ خلافت جو ملی کے موقع پر ان کی کوششوں سے حلقہ میں بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ بڑے حلیم طبع، ملنسار اور نفیس طبیعت کے مالک تھے۔ کلمہ کیس میں اسپر راہ مولیٰ بھی رہے۔ سات سال مقدمہ چلتا رہا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 55 سال تھی۔ انگلش کے پروفیسر تھے۔ ایل ایل بی بھی کیا ہوا تھا۔ موصوف مجلس انصار اللہ کے انتہائی محنتی اور مخلص کارکن تھے۔ نائب زعیم انصار اللہ لاہور چھوڑنے تھے۔ خدام الاحمدیہ میں بھی کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ صدر حلقہ مصطفیٰ آباد بھی خدمت انجام دی۔ موصی تھے اور دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ شہید موصوف دہشتگردوں کی فائرنگ کے دوران مربی ہاؤس کی طرف جا رہے تھے کہ ایک دہشتگرد نے سامنے سے گولی چلائی اور موصوف مربی ہاؤس کے دروازے پر شہید ہو گئے۔ ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت محبت کرنے والے اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔ کہتی ہیں کہ شادی کے 23 سالوں میں میرے خاوند نے کبھی کوئی ترش لفظ نہیں بولا۔ بچوں سے دو معاملوں میں سختی کرتے تھے۔ نماز کے معاملے میں اور گھر میں جاری ترجمہ القرآن کلاس میں شرکت کے بارے میں۔ اور ترجمہ قرآن کی کلاس جو لیتے تھے اس میں تقریباً سترہ سپارے پڑھ لئے تھے۔ کہتی ہیں حدیث کا بھی گھر میں باقاعدہ درس ہوتا تھا۔ چھوٹی عمر سے ہی بحیثیت عہدیدار کے خدمت کا موقع ملتا رہا۔ کام کرنے کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ عملی کام کے قائل تھے۔ بڑے بھائیوں نے بتایا کہ بھائیوں سے دوستانہ تعلقات تھے۔ بھائیوں میں ہر کام اتفاق رائے سے ہوتا۔ کبھی کوئی مشکل پیش آتی تو شہید مرحوم کے مشورے سے مستفید ہوتے۔ چھوٹے بھائی کا مکان بن رہا تھا۔ سب بھائیوں نے قرض کے طور پر اس کو رقم دینے کا فیصلہ کیا اور مرحوم نے اپنے حصہ کی رقم سب سے پہلے ادا کی۔ اور شہید مرحوم ہم بھائیوں سے کہا کرتے تھے کہ جہاں بھی کوئی ضرورت مند ہو اس کی مدد کر کے مجھ سے رقم لے لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں ان کی نسلوں میں بھی جاری رکھے۔

ولید احمد صاحب شہید ابن مکرم چوہدری محمد نور صاحب۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب سابق صدر جماعت محراب پور سندھ نے 1952ء میں احمدیت قبول کی

تھی۔ 10 اپریل 1984ء کو محراب پور میں ہی ان کے دادا نے جام شہادت نوش کیا۔ اسی طرح شہید مرحوم کے نانا مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب سابق امیر جماعت نوابشاہ سندھ کو 17 اپریل 1985ء کو معاندین احمدیت نے شہید کر دیا۔ ان کے والد صدر عمومی ربوہ کے دفتر میں اعزازی کارکن ہیں۔ شہادت کے وقت عزیز شہید کی عمر ساڑھے سترہ سال تھی اور میڈیکل کالج کے فرسٹ ایئر میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ وقف نو سکیم میں شامل تھا۔ موصی بھی تھا۔ اس کی شہادت بھی دارالذکر میں ہوئی ہے اور لاہور کا جو سانحہ ہوا ہے اس میں سب سے کم عمر یہ عزیز بچہ ہے۔ شہادت والے دن موصوف جمعہ کی ادائیگی کے لئے کالج سے سیدھے اپنے دوسرے احمدی ساتھی طالب علموں سے پہلے دارالذکر پہنچ گئے۔ سانحہ کے دوران موبائل پر رابطہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ میری ٹانگ میں گولی لگی ہے اور متعدد شہیدوں کی لاشیں میرے سامنے پڑی نظر آ رہی ہیں۔ دعا کریں خدا تعالیٰ فضل فرمائے۔ انہوں نے ایف ایس سی ربوہ سے کی تھی۔ لاہور میں داخلہ ہوا۔ جب آخری بار ربوہ سے لاہور گئے تو اپنے ساتھی خدام دوستوں سے باری باری گھر جا کر ملے اور سب سے کہا مجھے مل لیں میرا کیا پتہ کہ میں شہید ہو جاؤں۔ شہید مرحوم پنج وقتہ نمازی تھے۔ فرمانبردار تھے، سلجھے ہوئے تھے۔ راستے میں آتے جاتے آنے والے ساتھیوں کو اپنے دوستوں کو (-) میں لے کر جایا کرتے تھے۔ کم گوارڈ بین نو جوان تھے۔ اپنی تین بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ شہادت کے ضمن میں شہید مرحوم کے بچپن کی سیکرٹری وقف نو نے بتایا کہ عزیزم ولید احمد کے بچپن کا ایک واقعہ ہے جب اس کی عمر گیارہ سال کی تھی تو ایک دن میں نے دوران کلاس سب وقف نو بچوں سے فردا فردا پوچھا کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ جب عزیزم ولید کی باری آئی تو کہنے لگا کہ میں بڑا ہو کر اپنے دادا جان کی طرح شہید بنوں گا۔

شہید مرحوم کی اپنی تعلیمی ادارے میں مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شہادت کے بعد تدفین والے دن اس کے اساتذہ اور طلباء نے ایک ہی دن میں تین دفعہ تعزیتی تقریب منعقد کی جس میں شامل ہونے والے اکثر غیر از جماعت طالب علم تھے۔ شہید مرحوم کے استاد نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ ہم ٹیچر اور ہمارے طالب علم تدفین میں شامل ہونے کے لئے ربوہ آنے کا پروگرام بنا چکے تھے کہ تمام طالب علم بلکہ بلکہ کر زار و قطار رونے لگے اور خدشہ پیدا ہوا کہ یہی حال رہا تو ربوہ جا کر ولید کا چہرہ دیکھ کر غم کی شدت سے بالکل بے حال نہ ہو جائیں اس لئے ہم نے مجبوراً یہ پروگرام ملتوی کر دیا اور کسی اور وقت آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرماتے ہوئے ہزاروں لاکھوں ولید جماعت کو عطا فرمائے۔

محمد انور صاحب شہید ابن مکرم محمد خان صاحب۔ ان کا تعلق شیخوپورہ سے تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دورِ خلافت میں انہوں نے بیعت کی۔ ابتدائی عمر میں فوج میں بھرتی ہو گئے۔ دس سال قبل ریٹائرڈ ہوئے تھے اور ساتھ ہی بیت نور ماڈل ٹاؤن میں بطور سیکورٹی گارڈ خدمت کا آغاز کیا اور تا وقت شہادت اس فریضے کو احسن رنگ میں انجام دیا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 45 سال تھی۔ مجلس ماڈل ٹاؤن میں ہی انہوں نے (جیسا کہ وہاں سیکورٹی گارڈ تھے) شہادت پائی۔ موصی تھے۔ اس واقعہ میں ان کا بیٹا عطاء الحق بھی شدید زخمی ہوا جو ہسپتال میں ہے۔ شہید مرحوم بحیثیت سیکورٹی گارڈ بیت نور کے مین گیٹ پر ڈیوٹی کر رہے تھے کہ دہشتگرد دو دوسرے آتے دیکھا تو اپنے ساتھ کھڑے ایک خادم کو کہا کہ یہ آدمی مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا۔ تو خادم نے کہا کہ آپ کو تو یوں ہی ہر ایک پر شک ہو رہا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں، میں فوجی ہوں میں اس کی چال ڈھال سے پہچانتا ہوں۔ بہر حال اسی وقت دہشتگرد قریب آیا اور اس نے فائرنگ شروع کر

دی۔ انہوں نے بھی مقابلہ کیا۔ ایک خادم نے ان کو کہا کہ گیٹ کے اندر آ جائیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں، شیروں کا کام پیچھے ہٹنا نہیں اور ساتھ ہی جوان کے پاس ہتھیار تھا اس سے فائرنگ کی۔ دہشتگرد زخمی ہو گیا۔ لیکن پھر دوسرے دہشتگرد نے گولیوں کی ایک بوچھاڑ ماری جس سے وہیں موقع پر شہید ہو گئے۔ بڑے خدمت دین کرنے والے تھے۔ کبھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ (-) کے غسل خانے خود صاف کرتے، جھاڑ دیتے اور جب (-) کی تعمیر ہو رہی تھی تو چوبیس چوبیس گھنٹے مسلسل وہیں رہے ہیں۔ والدین کی بھی ہر ممکن خدمت کرتے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں تہجد میں پہلے باقاعدگی نہیں تھی۔ ایک ماہ سے مسلسل تہجد پڑھ رہے تھے اور بچوں سے پہلا سوال یہی ہوتا تھا کہ نماز کی ادائیگی کی ہے یا نہیں اور قرآن کریم پڑھا ہے کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ملک انصاری صاحب شہید ابن مکرم ملک انور الحق صاحب۔ یہ بھی قادیان کے ساتھ فیض اللہ گاؤں ہے وہاں کے رہنے والے ہیں اور پاکستانی آرمی کے ایک ڈپو میں سٹور کیپر تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 63 برس تھی۔ (-) دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ ساڑھے آٹھ بجے یہ نیا سوٹ پہن کر کسی کام سے نکلے اور وہیں سے نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے دارالذکر میں چلے گئے۔ انہوں نے کبھی بھی نماز جمعہ نہیں چھوڑی تھی۔ سامنے ہی کرسی پر بیٹھے تھے۔ گریڈ چھٹنے سے زخمی ہو گئے اور اس طرح جسم میں مختلف جگہوں پر پانچ گولیاں لگیں۔ زخمی حالت میں میو ہسپتال لے گئے جہاں پہنچ کر شہید ہو گئے۔ ان کی بہو بتاتی ہیں کہ میرے ماموں بھی تھے اور خسر بھی۔ وہ شہادت کے قابل تھے۔ دل کے صاف تھے، عاجزی بہت زیادہ تھی۔ کبھی کسی سے لڑائی نہیں چاہتے تھے، ہمیشہ صلح میں پہل کرنے والے تھے۔ ان کی صرف معمولی تنخواہ تھی۔ جو پنشن ملتی تھی اس سے لوگوں کا راشن وغیرہ لگایا ہوا تھا۔ جماعت سے انتہائی طور پر وابستہ تھے اور خلافت سے بہت محبت کرتے تھے۔ ماں باپ کی خدمت کرنے والے تھے۔ اسی وجہ سے ملازمت کی مدت پوری ہونے سے قبل ہی ریٹائرمنٹ لے لی اور خدمت کے لئے آگئے۔ ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ عادت کے اتنے اچھے تھے کہ اگر اپنا اور اپنے بچوں کا قصور نہ بھی ہوتا تو رشتے داروں کے ساتھ صلح کے لئے بچوں سے بھی معافی منگواتے تھے۔ خود بھی معافی مانگ لیتے تھے۔ شہادت سے دو مہینے قبل اپنے خاندان کو بعض مسائل کے حوالے سے پانچ صفحات کا نصیحت آمیز خط لکھا اور اس میں اپنے بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ میں اپنے بچوں سے بھی معافی مانگتا ہوں کہ اس وجہ سے میں تم سے معافی منگواتا تھا اگرچہ مجھے پتہ بھی ہوتا تھا کہ تمہاری غلطی نہیں ہے۔ شہادت کے بعد کچھ لوگ ملنے آئے تو کہتے ہیں کہ انہوں نے تو ہمارا راشن لگایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناصر محمود خان صاحب شہید ابن مکرم محمد عارف نسیم صاحب۔ شہید مرحوم کے والد محمد عارف نسیم صاحب نے 1968ء میں بیعت کی تھی۔ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ پارٹیشن کے بعد یہ رائے ونڈ آگئے۔ پھر لاہور میں سیٹ ہو گئے۔ شہید مرحوم خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال کارکن تھے۔ پرنٹنگ پریس ایجنسی کا کام کرتے تھے۔ ان کے والد بھی بطور سیکرٹری زراعت اور والدہ بطور جنرل سیکرٹری ضلع لاہور خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ خود یہ بطور ناظم عمومی اور نائب قائد اول حلقہ فیصل ٹاؤن خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ناظم عمومی بھی تھے اور نائب قائد اول بھی تھے۔ نظام وصیت میں شامل تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 39 سال تھی۔ شہید مرحوم کے بھائی مکرم عامر مشہود صاحب بتاتے ہیں

کہ دارالذکر میں جب دہشتگردوں نے حملہ کیا تو میں ہال کے اندر تھا اور بھائی باہر سیڑھیوں کے پاس تھے۔ دورانِ حملہ میری ان سے فون پہ بات ہوئی اور بھائی نے بتایا کہ میں محفوظ ہوں سیڑھیوں کے نیچے کافی لوگ موجود تھے۔ دہشت گرد نے ان کی طرف گریڈ پھینکا تو بھائی نے گریڈ اٹھا کر واپس پھینکنا چاہا۔ یہ وہی نوجوان ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ پر گریڈ لے لیا تاکہ دوسرے زخمی نہ ہوں یا ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ لیکن اسی دوران گریڈ ان کے ہاتھ میں پھٹ گیا اور وہیں ان کی شہادت ہو گئی۔ دوسروں کو بچاتے ہوئے شہید ہوئے۔ شہید مرحوم نے گھر میں سب سے پہلے وصیت کی تھی اور گھر کے سارے کام خود سنبھالتے تھے۔ رابطہ اور تعلق بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ کہتے ہیں ان کی شہادت پر غیر از جماعت دوست بھی بہت زیادہ ملنے آئے۔ بھائی نے بتایا کہ جب ہم نے کار خریدی تو عید وغیرہ پر جاتے ہوئے پہلے ان لوگوں کو (-) پہنچاتے تھے جن کے پاس کوئی سواری نہ ہوتی تھی اور دوسرے چکر میں ہم سب گھر والوں کو (-) لے کر جاتے تھے۔ شہادت سے ایک ہفتہ قبل خود خواب دیکھا۔ خواب میں مجھے دیکھا کہ میں نے ان کی کمر پتھکی دی اور کہا کہ فکر نہ کرو سب اچھا ہو جائے گا۔ اللہ کرے کہ یہ قربانیاں جماعت کے لئے مزید فوحت کا پیش خیمہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو خوشیاں دکھائے۔

عمیر احمد ملک صاحب شہید ابن ملک عبدالرحیم صاحب۔ حضرت حافظ نبی بخش صاحب (رفیق) حضرت مسیح موعود شہید مرحوم کے پردادا تھے۔ یہ لوگ قادیان کے قریب فیض اللہ چک کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا ملک حبیب الرحمن صاحب جامعہ احمدیہ میں انگلش پڑھانے کے علاوہ سکول اور کالج وغیرہ میں بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ ٹی آئی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ حکیم فضل الرحمن صاحب (-) سلسلہ گولڈ کوسٹ، شہید مرحوم کے والد مکرم عبدالرحیم صاحب کے تیا تھے۔ شہید مرحوم خدام الاحمدیہ کے بہت ہی فعال رکن تھے۔ سات سال سے ناظم اشاعت ضلع لاہور کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اور AACP جو جماعت کی کمپیوٹر پروفیشنلز کی ایسوسی ایشن ہے، اس کے آڈیٹر رہے۔ تین سال سے یہ لاہور چیمپیز کے صدر بھی تھے۔ نیز ان کی والدہ بھی بطور صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ فیصل ٹاؤن خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ نظام وصیت میں شامل تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 36 سال تھی۔ (-) ماڈل ٹاؤن میں گولیاں لگیں، زخمی حالت میں جناح ہسپتال پہنچ کر جام شہادت نوش فرمایا۔ جمعہ کے روز خلاف معمول نیا سفید جوڑا پہن کر گھر سے نکلے اور والد صاحب نے کہا کہ آج بڑے خوبصورت لگ رہے ہو۔ دفتر کے ملازم نے بھی یہی کہا۔ (-) بیت نور میں خلاف معمول پہلی صف میں بیٹھے۔ دہشت گرد کی گولی لگنے سے ہال کے اندر دوسری صف میں اٹھے لیٹے رہے۔ فون پر اپنے والد سے باتیں کرتے رہے۔ وہ بھی وہیں تھے اور کہا کہ اللہ حافظ، میں جا رہا ہوں اور مجھے معاف کر دیں۔ اپنے بھائی کے بارے میں پوچھا اور پانی مانگا۔ ڈاس سے اٹھا کر ایک کارکن نے ان کو پانی دیا۔ آواز بہت ضعیف اور کمزور ہو گئی تھی۔ بہر حال ایسبولینس کے ذریعے ان کو ہسپتال لے جایا گیا۔ بلڈ پریشر بھی نیچے گرتا چلا جا رہا تھا۔ جب ہسپتال پہنچے ہیں تو وہاں والدہ کو آنکھیں کھول کر دیکھا اور والدہ سے پانی مانگا۔ والدہ جب چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھیں تو ان کی انگلی پر کاٹا صرف یہ بتانے کے لئے کہ میں زندہ ہوں اور پریشان نہ ہوں۔ اندرونی کوئی انجری (Injury) تھی جس کی وجہ سے بلیڈنگ ہو رہی تھی۔ اور آپریشن کے دوران ہی ان کو شہادت کا رتبہ ملا۔ ان کے اچھے تعلقات تھے۔ واپڈا کے کنٹریکٹر تھے، کنٹریکشن کے ٹھیکے لیتے تھے۔ خدمتِ خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا شہادت پر آنے والے لوگوں نے بتایا کہ عمیر کا معیار بہت اچھا تھا اور ان کے سامنے کوئی بھی چیز مسئلہ نہیں ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان

کے درجات بلند فرمائے۔ اقبال عابد صاحب مربی سلسلہ عمیر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عمیر احمد ابن ملک عبدالرحیم صاحب دہشتگردانہ حملہ میں اللہ کے پاس چلا گیا۔ جب اس کو گولیاں لگی ہوئی تھیں تو اس عاجز کوفون کیا اور کہا مربی صاحب! خدا حافظ، خدا حافظ، خدا حافظ اور آواز بہت کمزور تھی۔ پوچھنے پر صرف اتنا بتایا کہ (-) نور میں حملہ ہوا ہے اور مجھے گولیاں لگی ہوئی ہیں۔ گویا وہ خدا حافظ کہنے کے بعد، کہنا چاہتا تھا کہ ہم تو جا رہے ہیں لیکن احمدیت کی حفاظت کا بیڑا اب آپ کے سپرد ہے۔ ہمارے خون کی لاج رکھ لینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کی قربانی کی لاج پیچھے رہنے والا ہر احمدی رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔

سردار افتخار النبی صاحب شہید ابن کرم سردار عبدالشکور صاحب۔ یہ حضرت فیض علی صاحب (رفیق) حضرت مسیح موعود کے پڑپوتے تھے۔ حضرت فیض علی صاحب افریقہ میں حضرت رحمت علی صاحب کے ہاتھ پر احمدی ہوئے۔ افریقہ سے واپسی پر امرتسر کی بجائے قادیان میں ہی سیٹ ہو گئے۔ شہید نظام وصیت میں شامل تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 43 سال تھی۔ (-) دارالذکر گڑھی شاہو میں شہادت پائی۔ عموماً (-) بیت النور ماڈل ٹاؤن میں جمعہ ادا کرتے تھے۔ لیکن وقوعہ کے روز نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اپنے دفتر سے (اپنے کام سے) (-) دارالذکر چلے گئے۔ شہادت سے قبل سردار عبدالباسط صاحب (جوان کے ماموں ہیں) سے بھی فون پر بات ہوئی۔ گھر میں بھی فون کرتے رہے اور یا حَفِظُ یا حَفِظُ کا ورد کرتے رہے۔ ماموں کو بھی دعا کے لئے کہتے رہے کہ دعا کریں دہشتگردوں نے ہمیں گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ اہلیہ محترمہ کو پتہ چلا کہ (-) پر حملہ ہوا ہے تو آپ کو فون کیا اور کہا کہ آپ جمعہ کے لئے نہ جائیں۔ لیکن پتہ لگا کہ آپ تو دارالذکر میں موجود ہیں۔ گھر میں بھی دعا کے لئے کہتے رہے اور ساڑھے تین بجے ایک دوست جو ملٹری میں ہے ان کو فون کر کے کہا کہ اس طرح کے حالات ہیں، پولیس تو کچھ نہیں کر رہی، تم لوگ (-) میں لوگوں کی مدد کے لئے آؤ۔ شہید ہونے تک دوسروں کو بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ اور انہوں نے موقع پاتے ہی بھاگ کر ایک دہشتگرد کو پکڑا تو دوسرے دہشتگرد نے فائرنگ کر دی۔ جس دہشتگرد کو پکڑا تھا اس نے اپنی خودش جیکٹ بلاسٹ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ پوری طرح نہیں بلاسٹ ہو سکی، دھماکا تھوڑا ہوا لیکن اس دھماکے سے شہید ہو گئے اور دہشتگرد شدید زخمی ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آسانی سے بچ سکتے تھے اگر یہ اس وقت ایک طرف ہو جاتے اور دہشتگرد پر نہ جھپٹتے۔ شہید مرحوم کو خدمتِ خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا۔ جب بھی کسی کو ضرورت پڑتی، خون کا عطیہ دے دیا کرتے۔ ہمیشہ اپنی تکلیف کے باوجود دوسروں کی مدد کرتے۔ رویہ کے بہت اچھے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں مجھے کبھی کسی دوست کی ضرورت نہیں پڑی۔ اہلیہ کہتی ہیں مجھے کبھی کوئی محسوس نہیں ہوا کہ مجھے کوئی دوست یا سہیلی بنانی چاہئے۔ گھر کے سارے کاموں میں میرا ہاتھ بٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ برتن بھی دھلوا دیتے تھے۔ بڑی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ نیکی کو ہمیشہ چھپا کر رکھتے تھے۔ استغفار اور درود شریف بہت پڑھتے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ انگلیوں میں تسبیح کر رہے ہیں۔ بے لوث خدمت کرنے والے تھے، رحم دل تھے۔ ہر رشتے کے لحاظ سے وہ بہترین تھے اور بطور انسان بھی۔ بچوں سے بھی دوستانہ تھے۔ والدہ کے بہت خدمت گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے جو پیچھے رہنے والے لواحقین ہیں ان کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلے سے اس صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔ نیکیوں پر قائم رکھے۔

آئندہ انشاء اللہ باقی شہداء کا ذکر کروں گا۔ کیونکہ یہ بڑا المباذکر چلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

﴿مکرمہ سائرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا نعیم الدین صاحب اسیر راہ مولیٰ لندن اطلاع دیتی ہیں۔﴾
میری بیٹی مکرمہ طاہرہ نصیر صاحبہ اہلیہ مکرم رانا نصیر محمد خاں صاحب دارالعلوم غربی ثناء ربوہ مورخہ 11 جولائی 2010ء کو ہارٹ ایک کی وجہ سے بھر 45 سال وفات پاگئیں۔ اگلے روز بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم عزیز الرحمن خالد صاحب صدر محلہ دارالعلوم غربی ثناء ربوہ نے دعا کروائی۔ آپ نے اپنی یادگار دو بیٹے مکرم خرم نصیر صاحب لندن، مکرم نعمان احمد صاحب ربوہ، دو بیٹیاں مکرمہ ارم نصیر صاحبہ، مکرمہ عینی نصیر صاحبہ، ماں باپ، چار بہنیں اور اکلوتا بھائی مکرم رانا وسیم احمد صاحب لندن حال ربوہ چھوڑے ہیں احباب سے مرحومہ کی بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

﴿مکرم عامر شہزاد عادل صاحب معلم سلسلہ 5 چک احمد آباد ضلع بدین تحریر کرتے ہیں۔﴾
خاکسار کے سر مکرم عبدالرحمن صاحب مہار آف محمود آباد سٹیٹ ضلع عمرکوٹ مورخہ 5 جولائی 2010ء کو 70 سال کی عمر پر اہل قبضائے الہی وفات پاگئے۔ آپ گزشتہ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ آپ کوٹھانے کی غرور کا کینسر تھا۔ بیماری کی حالت میں آپ کی اہلیہ اور بچوں نے آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ مورخہ 5 جولائی کو رات 9:30 بجے مکرم محمد شفیع مین صاحب مربی سلسلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ محمود آباد کے احمدیہ قبرستان میں آپ کی تدفین کے بعد مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔ آپ سادہ طبیعت، نیک، متقی، صوم و صلوة کے پابند اور بڑے مہمان نواز تھے۔ جماعتی نظام کی پوری طرح اطاعت کرنے والے، عہدیداران اور واقفین زندگی کے ساتھ بڑی محبت اور عزت سے پیش آیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ 6 بیٹے،

5 بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرم وسیم احمد صاحب ترکہ مکرم ہدایت اللہ صاحب)

﴿مکرم وسیم احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم ہدایت اللہ صاحب وفات پاچکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 5/8 دارالنصر غربی ربوہ برقبہ 10 مرلہ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہذا یہ قطعہ خاکسار اور میری ہمیشہ مکرمہ ریحانہ کوثر صاحبہ کے نام مخصص شرعی منتقل کر دیا جائے۔﴾

تفصیل و رثاء

(1) مکرم وسیم احمد صاحب (بیٹا)

(2) مکرمہ ریحانہ کوثر صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر بذات کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ ترکہ مکرم عبدالستار صاحب)

﴿مکرم غلام فاطمہ صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند محترم عبدالستار صاحب وفات پاچکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 14/45 دارالعلوم شرقی ربوہ برقبہ 10 مرلہ 78 مربع فٹ میں سے 1/2 حصہ منتقل کردہ ہے۔ لہذا یہ حصہ خاکسار کے بیٹوں مکرم طاہر احمد صاحب اور مکرم نفیس احمد صاحب کے نام منتقل کر دیا جائے۔ جملہ وراثہ کو اس تقسیم پر کوئی اعتراض نہ ہے۔﴾

تفصیل و رثاء

1- مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ (بیوہ)

2- مکرم طاہر احمد صاحب (بیٹا)

3- مکرم نفیس احمد صاحب (بیٹا)

4- مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ (بیٹی)

5- مکرمہ اماتہ القدوس صاحبہ (بیٹی)

6- مکرمہ اماتہ الثانی صاحبہ (بیٹی)

7- مکرمہ شفقت سلطانہ صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر بذات کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

پتہ درکار ہے

﴿مکرمہ عابدہ نسرین صاحبہ زوجہ مکرم مختار احمد صاحب مرحوم وصیت نمبر 77978 نے مورخہ مئی 2008ء کو دارالرحمت غربی ربوہ سے وصیت کی تھی۔ جس کے بعد موصیہ کا دفتر سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصیہ خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر بذات کو مطلع فرمائیں۔﴾

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

افضل اور کراچی کے احباب

﴿مکرم عبدالرشید سائری صاحب کراچی نمائندہ مینیجر روزنامہ افضل (آزیری) سے احباب جماعت نماز جمعہ کے بعد احمدیہ ہال میں رابطہ کر سکتے ہیں۔ افضل جاری کروانے کیلئے فون نمبر 6320478 پر ان سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔﴾

☆ سالانہ چندہ -/2100 روپے

☆ ششماہی =/1050 روپے

☆ سہ ماہی =/525 روپے

☆ خطبہ نمبر =/450 روپے ہے۔

احباب جماعت افضل کی توسیع اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔

(مینیجر روزنامہ افضل)

خریداران افضل متوجہ ہوں!

﴿بیرون از ربوہ خریداران افضل کو چندہ افضل ختم ہونے پر جب یاد دہانی کی چٹھی ملے تو چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں اور نمائندہ مینیجر افضل کا انتظار نہ کریں۔﴾

(مینیجر روزنامہ افضل)

جزیرے فروخت

﴿ڈیزل 24 کے وی کا استعمال شدہ جزیرے چالو حالت میں برائے فروخت ہے۔ خواہشمند حضرات دفتری اوقات میں دفتر روزنامہ افضل جدید پریس دارالنصر غربی ربوہ میں رابطہ کریں۔ فون نمبر 0334-6366507 موبائل نمبر 047-6213029 (مینیجر روزنامہ افضل)﴾

صحت عامہ کی تعلیم

﴿مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ تحریر کرتے ہیں۔﴾
سیرالیون کے ایسٹرن ریجن میں سب سے زیادہ مقبول اور بہت زیادہ سنے جانے والے ریڈیو ایسٹرن ریڈیو، پر A.M.Live کے نام سے ایک پروگرام نشر ہوتا ہے۔ اس پروگرام کا دورانیہ 40 سے 45 منٹ ہوتا ہے۔ اس پروگرام میں مورخہ 28 جون 2010ء کو مکرم ڈاکٹر جاوید اکرم صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال کینیما کوشال ہونے اور بلڈ پریشر کے موضوع پر مفید گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ جس میں مکرم ڈاکٹر صاحب نے ہائی بلڈ پریشر کی علامات، اسباب اور پیچیدگیوں پر روشنی ڈالی اور یہ بھی بتایا کہ ایک عام آدمی ہائی بلڈ پریشر کی بیماری سے کیسے بچ سکتا ہے۔ پروگرام کے آخر پر مکرم ڈاکٹر صاحب نے فون پر Live پوچھے گئے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ اسی ریڈیو سیشن پر مکرم ڈاکٹر صاحب کو گزشتہ سال بھی گیسٹرک السر کے موضوع پر ایک پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی تھی۔ اس طرح صحت عامہ کے مسائل اور ان کے حل پیش کر کے بھی ہمارے ڈاکٹر صاحبان کو خدمت خلق کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے جسے معاشرہ میں تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ بھی عوام الناس کی خدمت و راہنمائی کا ایک نادر موقع ہے جس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم ڈاکٹر صاحب کے علم و عرفان میں برکت عطا کرے اور نافع الناس وجود بنائے رکھے۔ نیز ہسپتال کی ترقی اور نیک نامی میں مزید اضافے کا باعث بنائے۔ آمین

درخواست دعا

﴿مکرم محمد حنیف صاحب جرمنی سابق کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ تحریر ہیں۔﴾
خاکسار کے بیٹے مکرم محمد رشید صاحب کراچی جگر کے کینسر میں مبتلا ہیں۔ کیوتھراپی ہو رہی ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست

شالیمار فائنانسنگ کوچ ایئر کنڈیشنر
ربوہ سے ملتان
پہلا ٹائم رداگی ربوہ صبح 8:30 بجے
دوسرا ٹائم رداگی ربوہ سہ پہر 3:30 بجے
ربوہ گڈز بس سٹاپ ربوہ
0345-7874222, 047-6214222

﴿عزیز ہومیو پیتھک کلینک ایئر کنڈیشنر﴾
رحمان کالونی ربوہ۔ فون نمبر 047-6212217
فون: 047-6211399, 0333-9797797
راس مارکیٹ نزد ریلوے پھاٹک افضل روڈ ربوہ
فون: 047-6212399, 0333-9797798

جرمن و فرانس کی سب سے تیار کردہ بے ضرر و داثر ادویات جو آپ کو مکمل اعتماد کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت =/30 روپے -/100 روپے					
120ML	25ML	رعایتی			
GHP-391/GH	GHP-383/GH	GHP-354/GH	GHP-324/GH	GHP-319/GH	GHP-55/GH
سلیق و گلے کے امراض، گلے و ناسوں کی سوزش، درد کو دور کرنے کیلئے مؤثر اور آرموڈو علاج ہے۔	خون و جھوک کی سرخ آذات کی بیماری، خوں جھوک کیلئے	نزلہ، فلو، جھینگیں سے بچانے کے لئے زکام کو مکمل آرام دینے والی کامیاب دوا ہے۔	اسہال، پیچش، جرم کے اسہال پیش آمد اور خوں کی سوزش کیلئے تجربہ ترین دوا ہے۔	امراض معدہ، بد ہضمی، پیچش، گیس سبب اور معدے کی جلن کیلئے اسیر دوا ہے	اسیر جینی ٹائکس، گھبراہٹ، جھینگیں، ڈیپریشن، ہائی بلڈ پریشر، صدمہ یا غم کے بد اثرات دور کرنے کیلئے ضروری دوا ہے

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ

﴿مدرسۃ الحفظ میں داخلہ برائے سال 2010ء﴾
 کے لئے داخلہ فارم 31 جولائی 2010ء تک مدرسۃ الحفظ سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ داخلہ فارم مکمل کرنے کے بعد مدرسۃ الحفظ میں جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 جولائی 2010ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد کوئی فارم وصول نہیں کیا جائے گا۔ نامکمل فارم پر کارروائی ممکن نہیں ہوگی۔

فارم کے ہمراہ مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ لف کریں۔

- 1- برتھ سرٹیفکیٹ کی فوٹوکاپی
- 2- پرائمری پاس سرٹیفکیٹ کی فوٹوکاپی (انٹرویو کے وقت دونوں اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہیں)

نوٹ: فارم پر صدر جماعت رامیر جماعت کی تصدیق ضروری ہے۔

اہلیت:

- 1- امیدوار کیلئے ضروری ہے کہ 31 جولائی 2010ء تک اس کی عمر بارہ سال سے زائد نہ ہو۔
- 2- امیدوار پرائمری پاس ہو۔
- 3- امیدوار نے قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ مکمل پڑھا ہو۔

انٹرویو

ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 7 اگست کو صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

بیرون ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 8 اور 9 اگست کو صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

انٹرویو کیلئے امیدواران کی لسٹ مورخہ 5 اگست کو دارالضیافت کے استقبالیہ میں اور مدرسۃ الحفظ کے گیٹ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تمام امیدواران سے درخواست ہے کہ انٹرویو کے لئے آنے سے قبل اس بات کی تسلی کر لیں کہ ان کا نام لسٹ میں شامل ہے۔ نیز مقررہ وقت پر تشریف لائیں۔

عارضی لسٹ اور تدریس کا آغاز

کامیاب امیدواران کی عارضی لسٹ مورخہ 11 اگست 2010ء کو صبح 10 بجے مدرسۃ الحفظ اور نظارت تعلیم کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تدریس کا آغاز مورخہ 16 اگست سے ہوگا حتیٰ داخلہ 31 دسمبر کے بعد تسلی بخش تدریسی کارکردگی پر دیا جائے گا۔

نوٹ: انٹرویو کیلئے قواعد پر پورا اترنے والے امیدواران کو علیحدہ سے کوئی اطلاع نہیں بھیجوائی جائے گی۔

مدرسۃ الحفظ شکور پارک نزد نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ
 فون: 047-6213322
 (پرنسپل مدرسۃ الحفظ ربوہ)

(بقیہ صفحہ 1)

اور عظیم الشان برکتوں کا حامل تھا۔ آپ نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کئے رکھی اور علمی اور انتظامی لحاظ سے وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دینے اور خدمت کا ایک ایسا ریکارڈ قائم کر دکھایا کہ آنے والی نسلیں قیامت تک اس پر فخر کرتی اور محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کرتی رہیں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے آپ کی باطنی نظری اور غیر معمولی ذہانت و فراست کی وجہ سے اپنے عہد خلافت میں آپ کو صدر انجمن احمدیہ کا ممبر مقرر فرمایا۔ بعد ازاں جب آپ نے 1916ء میں ایم اے کی ڈگری حاصل کر لی تو ہمہ تن آپ سلسلہ کے کاموں کے لئے وقف ہو گئے۔ آپ نے مختلف اوقات میں مختلف علمی اور انتظامی شعبوں میں نہایت شاندار خدمات سرانجام دیں۔ جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں آپ نے بطور استاد کام کیا۔

آپ نے ایسا گراں بہا لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا کہ آنے والی نسلیں قیامت تک آپ کی زیر بار احسان رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت میاں صاحب کی مقدس و مطہر روح پر اپنے انوار برکات کی بے انداز بارش نازل فرمائے آپ کو اعلیٰ علیین میں اپنے خاص مقام قرب سے نوازے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ افضل

﴿مکرم منور احمد بچہ صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ افضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع خانیوال کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت و اراکین عالمہ، مہربان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔﴾

(مینیجر روزنامہ افضل)

درخواست دعا

﴿مکرم منیر احمد عابد صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب ایس ای ریٹائرڈ سابق امیر ضلع بہاولپور بیمار ہیں اور علاج کے باوجود کمزوری دور نہیں ہو رہی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین﴾

زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔ کاروباری ساتھی، بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں
 ﴿پرنسپل﴾ بخارا اصصہان، ٹھہر کار، ونچی ٹیل ڈائز۔ کوشن افغانی وغیرہ

احمد مقبول کارپٹس

مقبول احمد خان آف شکر گڑھ
 12۔ ٹیکور پارک نکسن روڈ عقب شو راہ ہول لاہور
 042-36306163, 36368130 Fax: 042-36368134
 E-mail: amcpk@brain.net.pk
 Cell: 0322-4607400

انتیاز ٹریولز اور انٹرنیشنل

(بالمقابل ابوان) محمود ربوہ
 4299 گولڈن اسٹار
 اندرون ملک اور بیرون ملک ٹکٹوں کی فراہمی کا ایک بااختیار ادارہ
 ﴿ویزہ پروڈیکٹس، ٹریول انشورنس، ہوٹل بکنگ کی سہولت﴾
 ﴿وزٹ ویزہ اور لیٹنگ بیٹ ویزہ کی معلومات اور فارم پُر کروانے کی سہولت﴾
 Tel: 047-6214000, Fax: 047-6215000
 Mob: 0333-6524952
 E-mail: imtiaztravels@hotmail.com

معیار اور کوالٹی میں ایک نام

لاہور چوڑی محل اینڈ جیولری سنٹر
 لاہور ہول سیل ریٹ پرائیڈین ہر قسم کی جیولری خرید فرمائیں
 انور مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
 پرنسپل: بشرا احمد فون نمبر: 03336546889

انگریزی ادویات و دیگر جات کا مرکز بہتر تشخیص مناسب علاج

کریم میڈیکل ہال

گولڈ این پور بازار فیصل آباد فون 2647434

SPECIAL Pana Sonic TV 29 With Guaranty Made in Malaysia 20900/= OFFER LG- Microwave Steam Chef

Rice-Cooker Stain less Steel 9900/= With Guaranty Imported Model 5684

فخر الیکٹرونکس

PH: 042-7223347, 7239347, 7354873, 7113346
 1۔ لنک میکلوڈ روڈ جوہدھال بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور
 Mob: 0300-4292348, 0300-9403614

NOVEL INTERNATIONAL
 IMPORTERS EXPORTERS REPRESENTATIVES
 HEAD OFFICE: P-15, Rail Bazar, Faisalabad - Pakistan.
 Tel: +92 41 2614360, 2632483, Fax: +92 41 2618483

ربوہ میں طلوع وغروب 20 جولائی

3:46	طلوع فجر
5:14	طلوع آفتاب
12:15	زوال آفتاب
7:15	غروب آفتاب

تجیہ معده، گیس کی مفید محرب دوا
راحت جان
 ناصر دوا خانہ (رجسٹرڈ) گولڈ بازار ربوہ
 Ph: 047-6212434

گولڈن اسٹار ٹریولز
احمد ٹریولز انٹرنیشنل
 اندرون و بیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
 Tel: 6211550 Fax 047-6212980
 Mob: 0333-6700663
 E-mail: ahmadtravel@hotmail.com

اب اور بھی سٹاکس ڈیزائننگ کے ساتھ
پیسے
 ریلوے روڈ جی ٹی سٹی 1 ربوہ
 پرنسپل: بشرا احمد فون نمبر: 0300-4146148
 فون شو روم چٹوکی 047-6214510-049-4423173

ہر قسم سامان بجلی دستیاب ہے
شمار الیکٹریک سٹور
 برہنہ پور بازار فیصل آباد
 گولڈ این پور بازار فیصل آباد
 فون: 2632606-2642605
 میاں ریاض احمد

Mob: 0300-4742974
 Mob: 0300-9491442
 TEL: 042-6684032
دلہن چیمپلز
 طالب دعا:
 Gold Palace Plaza, Shop # 1, Defence Chowk, Main Boulevard Defence Society, Lahore Cant.

بلال فری ہو میو پیٹھک ڈسپنری

زیر سرپرستی: محمد اشرف بلال
 اوقات کار: موسم گرما: 9 بجے تا 5 بجے شام
 وقفہ: 1 بجے تا 2 بجے دوپہر
 ناغہ بروز اتوار

86۔ علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور
 ڈسپنری کے متعلق تجاویز اور شکایات درج ذیل ایڈریس پر بھیجیے
 E-mail: citipolypack@hotmail.com

FD-10